بعونِ صانعِ مکین و مکاں و فضلِ خلاقِ زمین و زماں

اکبر بادشاہ و بیربل

شیخ غلام علی برکت علی تاجران کتب
کشمیری بازار لاہور

[illegible] لاہور میں چھپا

اکبر و بیربل!

اکبر بادشاہ نے بیربل سے کہا کہ اگر تمہیں تنخواہ ملتی ہے یا کچھ خیر راستے میں پڑی پاتے ہو تو اس میں سے کیا خیرات کرتے ہو؟

بیربل نے کہا چوتھا حصہ۔ اتفاقاً ایک روز اکبر بادشاہ اور بیربل جا رہے تھے۔ راستے میں بیربل کو ایک روپیہ ایسے سکے کا ملا جو بارہ آنے کا تھا، بادشاہ نے کہا کہ اب تو تقدیر کھل گئی، چہارم خیرات کر ڈالو۔

بیربل نے کہا۔ خدا نے ہمارا ذرا بھی اعتبار نہ کیا، اپنی چہارم ملتے ہی کاٹ لی۔ بادشاہ نے کہا کیوں؟ بیربل نے جواب دیا۔ کہ حضور ملاحظہ فرمائیں، روپیہ بارہ آنے کا دیا ہے۔

بادشاہ اکبر کا بیربل کا یہ جواب سنکر لاجواب ہو گئے۔

۲

ایک دفعہ اکبر بادشاہ اور ملا صاحب سوار ہوئے مرغزاروں نے سیر کرتے ہوئے جنگل کے سبزہ سے اپنی طبیعت بہلا رہے تھے آپس میں سلسلہ مذاق شروع تھا۔ اثنائے گفتگو میں بادشاہ کے پیٹ میں باد مخالف نے جو زور کیا بے اختیار ریح نکل گئی، ندامت کی وجہ سے بادشاہ نظر اٹھا کر

اوپر دیکھنے لگا، ملّا صاحب نے جب یہ موقعہ دیکھا تو فوراً اپنا پیرٹ بھینچ بھا پخ کرایک آواز صحیح کی۔ اور آسمان کی طرف دیکھنے لگے۔

بادشاہ نے کہا۔ اے ملّا یہ کیا گستاخی ہے ؟ ادھر دیکھو! ملانے جواب دیا کہ جہاں پناہ یہ دیکھتا ہوں کہ کوستارزیادہ بلند گیا، اکبر بادشاہ یہ سن کر کمال نادم ہوئے۔

۳

ایک روز اکبر بادشاہ اپنے والد بزرگوار کے مزار شریف پر تشریف لے گئے اور فاتحہ پڑھکر با چشم تر زباں سے یہ کہتے ہوئے برآمد ہوئے۔ جہاں میں کوئی بھی دائم رہا ہے۔

ملّا صاحب نے یہ مصرع سنکر عرض کی حضور سچ ہے ؟

مگر نام نیکو دائم رہا ہے

۴

ایک روز اکبر بادشاہ نے بیربل سے فرمایا کہ اے بیربل ایک جانور ہے اس کی آواز ہے کہ دورہینی خوبدا، دورہینی، نبادہ وہ کون ہے، چونکہ بیربل عمل سرمشی رکھتا تھا فوراً اس طرح جواب دیا کہ جہاں پناہ جو کچھ آپ نے فرمایا درست ہے وہ جانور رات کو بعد کھانا کھانے اور پانی پینے کے جس وقت شکم پور ہوتا ہے اس وقت کہتا ہے تو ہی ہے۔

۵

ایک دن اکبر بادشاہ نے بیربل سے فرمایا کہ ہم ایک بات تجھ سے

دریافت کرتے ہیں اگر تو جواب نہ دیگا۔ تو قتل کیا جاویگا بیربل نے عرض کیا جہاں پناہ وہ کون ہے۔ ایسی نئی بات ارشاد فرمایئے

کون چاہے برسنا کون چاہے دھوپ
کون چاہے بولنا کون چاہے چپ

یہ دوہا سنکر۔ بیربل نے بھی اس کے جواب میں یہ دوہا پڑھا،

مالی چاہے برسنا دھوبی چاہے دھوپ
شاہ چاہے بولنا چور چاہے چپ

یہ دوہا۔ بیربل نے کہا ہی تھا، کہ اسی وقت ملا دوپیازہ بھی آموجود ہوئے بادشاہ نے ملا دوپیازہ کو دیکھتے ہی ارشاد فرمایا۔

کون چاہے برسنا کون چاہے دھوپ
کون چاہے بولنا کون چاہے چپ
مالی چاہے برسنا دھوبی چاہے دھوپ
شاہ چاہے بولنا چور چاہے چپ

جواب تم بھی دوہے میں دو چنانچہ ملا صاحب نے اسی وقت یہ دوہا پڑھا۔

انت بھلا نہ برسنا انت بھلی نہ دھوپ
انت بھلا نہ بولنا انت بھلی نہ چپ

ملا دو پیازہ کے دوہے کو سنکر بادشاہ بہت خوش ہوئے اور بہت کچھ انعام دیا۔

۶

ایک روز بادشاہ نے بیربل سے ارشاد فرمایا کہ بیربل کس

کارن ناچے گدھا۔ بیربل نے عرض کیا کہ جہاں پناہ آگے ناتھ نہ پیچھے پگھا، اس لئے ناچے نہ گدھا، بادشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوئے۔

۷

ایک روز اکبر بادشاہ نے یہ دوہا بیربل کے سامنے پڑھا اور فرمایا کہ بہت جلد اس کا جواب دو۔

کیا نہیں ابلا کر سکے کیا نہیں سدھ سمائے
کیا نہ پاوک میں جرے کا سکا ہو نہ کھائے

یہ دوہا سنکر، بیربل نے بھی ایک دوہا کہا جو بادشاہ کے دوہے کا جواب تھا۔

پتر نہیں ابلا کر سکے من نہیں سدھ سمائے
دھرم نہ پاوک میں جرے نام کال نہیں کھائے

۸

ایک روز اکبر بادشاہ شکار کو گئے وہاں آپ کو بہت جاڑا لگا، تب محل میں آکر دوشالہ اوڑھا، اور خدمت گار سے کہا، کہ جاؤ جاڑے سے کہو کہ اب تیرا زور نہیں رہا خدمت گار نے باہر سے آکر عرض کی حضور جاڑا یہ کہتا ہے کہ حضرت پر میرا زور نہیں، مگر نوکروں سے خوب سمجھ لوں گا، بادشاہ اکبر اس جواب سے بہت خوش ہوئے اور سب نوکروں کو عمدہ پوشاکیں بنوا دیں۔

۹

ایک دن اکبر نے بیربل سے کہا کہ نمک حرام اصلی اور دغا گو نسلی لاؤ، بیربل نے دوسرے روز بادشاہ کے داماد کو حاضر کیا اور ساتھ ہی ایک کتا بھی لے گیا بادشاہ نے کہا وہ دونوں آدمی لاؤ، بیربل نے عرض کی کہ حاضر ہیں، یہ کہہ کر اول کتا پیش کیا۔ اور کہا کہ عالی جاہ —

یہ دعائے گو نسلی ہے، ایک روٹی کے ٹکڑے پر ہر وقت موجود رہتا ہے اور بغرض پیار اپنی دم ہلاتا ہے اور پھر بادشاہ کے امراء کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ کھڑے ہیں نمک حرام اصلی لاکھوں بلکہ کروڑوں روپے ان کو دیدیجئے۔ پھر کچھ نہیں دیا ہے، بادشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور خلعت بخشا۔

۱۰

ایکدن جاڑے کے موسم میں بادشاہ اکبر اور بیربل علی الصبح سیر کے واسطے تشریف لائے جب سورج نکل آیا تو کہا گرمی اور دھوپ زیادہ معلوم ہوتی ہے ہمارا لبادہ کمرے لو۔ بیربل نے عرض کی بہت بہتر، اور اسی وقت بادشاہ اکبر کا لبادہ اپنے کاندھے پر ڈال دیا۔

تھوڑی دور چل کر بادشاہ نے بیربل سے دریافت کیا کہ اب تمہارے اوپر کتنا بوجھ ہے، بیربل نے جواب دیا حضور ایک گدھے کا بوجھ ہے یہ سنکر بادشاہ کچھ شرمندہ ہوا۔

۱۱

اکبر بادشاہ نے ایک چور کے مارنے کا حکم دیا، چور نے عرض کی کہ میرا قصور معاف فرمایئے، مجھ کو موتی اگانے آتے ہیں، اور میرے سوا اس ہنر کو کوئی نہیں جانتا۔ بادشاہ نے بخوشی موتی اگانے کا مصالحہ چور کو منگا دیا، چور نے مصالحہ لے کر چند روز میں زمین تیار کی اور عرض کی کہ قبلہ عالم زمین تیار ہوگئی، اب موتی بونا باقی ہے مگر میں چور ہوں اس وجہ سے میرے ہاتھ سے نہیں اُگے گے یہ بات سب نے سنی اور بادشاہ نے جملہ امراء و وزراء سے کہی مگر کسی نے اس

اندیشے سے کہ اگر نہ اُگے تو چور بنتا پڑے گا، موتیوں کا بونا قبول نہ کیا
تب چور نے کہا۔ جب کوئی چوری سے مبرا نہیں ہے تو میں اس قصور
سے کیوں مارا جاتا ہوں۔
بادشاہ اکبر یہ سن کر بہت خوش ہوئے

۱۲

ایک روز کا ذکر ہے کہ ملا دو پیازہ اور بیربل کے درمیان کچھ
مذاق آمیز گفتگو ہو رہی تھی، بیربل نے بادشاہ سے عرض کیا کہ جہاں
پناہ ملا صاحب کی صاحب خانہ موتی پیرونا خوب جانتی ہے بادشاہ
نے تبسم ہو کر فرمایا کہ اے ملا یہ بات سچ ہے۔
ملا نے عرض کیا کہ حضور واقعی جب سے ان کے وزنا سفتہ
سفتہ کیا ہے یہ بھی مان گئے ہیں، اکبر بادشاہ یہ برجستہ جواب سنکر
خندہ زن ہوئے اور بیربل کو شرمندہ کیا۔

۱۳

ایک دن بادشاہ نے بیربل سے کہا کہ ہم نے ایک مہینہ کے دو
مہینے کر دیئے ہیں بیربل بولے تب بڑا مزہ ہوگا ایک مہینہ چاندنی رہا
کرے گی، بادشاہ یہ کہہ کر بہت شرمندہ ہوئے۔

۱۴

ایک روز بیربل اپنی کتیا کو پکڑے چلے جا رہے تھے کہ بادشاہ
نے ہنسی سے کہا کہ ارے تو کتیا کا کیا کرے گا۔
بیربل نے کہا، حضور کتیا کے کتنے دام دیں گے
بادشاہ یہ جواب سنکر بہت شرمندہ ہوئے۔

۱۵

ایک دن اکبر بادشاہ اور بیربل کسی باغ میں سیر کر رہے تھے اتفاقاً ایک آدمی باغ میں انگور چرانے آیا بیربل نے اسے دیکھکر للکارا اور پوچھا تو کیا کر رہا ہے اس نے کہا پاخانہ کرتا ہوں۔ بیربل کو جو غصہ آیا، تو اس نے کہا پاخانہ کہاں پھرا ہے اس نے جلدی سے ذرا سا گوبر اٹھایا اور دکھایا، بیربل نے کہا یہ تو بھَیں یا گائے کا گوبر معلوم ہوتا ہے تیرا پاخانہ نہیں ہے اس نے جواب دیا آپ نے جو للکارا تو میں ڈر کر آدمیت سے پاخانہ نہ جاسکا پاخانہ گائے بھینس کا سا ہوگیا۔ یہ سنکر بادشاہ ہنس پڑے اور مارے ہنسی کے لوٹ پلوٹ ہوگئے۔

۱۶

ایک مرتبہ بیربل غریبوں کے واسطے چندہ جمع کر رہے تھے، جب وہ تھیلی ایک کنجوس روپے والے کے پاس گئی تو اس نے کہا کہ میں کچھ نہیں دونگا، کیونکہ میرے پاس کچھ نہیں ہے۔ بیربل نے کہا اچھا تو آپ اس تھیلی میں سے لے لو، کیونکہ یہ چندہ بھی غریبوں کے لئے ہو رہا ہے۔

۱۷

یک لڑکا بیربل کے پاس مرغی کے انڈے لے گیا، بیربل نے کہا انڈے کس نے دیئے ہیں، اس نے کہا میری ماں نے، بیربل نے کہا کتنے انڈے روز دیتی ہے، اس نے کچھ جواب نہ دیا سوچ کے جواب دیا کہ انڈے تو مرغی نے دیئے ہیں اور میری ماں نے حضور کے پاس

بھیجے ہیں۔

۱۸

ایک روز صبح کو اکبر بادشاہ نے بیربل سے کہا کہ بیربل آج رات کو ہم نے خواب میں دیکھا کہ میں تو شہد کے گڈھے میں گر گیا اور تم میلے میں، یہ سنکر فوراً بیربل بولے کہ جہاں پناہ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا ہے مگر فرق اتنا ہے کہ آپ مجھ کو چاٹنے لگے تھے، اور میں آپ کو چاٹنے لگا تھا۔ یہ سنکر بادشاہ سلامت بہت ہی شرمندہ ہوئے۔

۱۹

ایک دن اکبر نے بیربل سے پوچھا تم زمین کی طرف کیوں دیکھتے ہوئے چلتے ہو، تو بیربل نے جواب دیا کہ اس میں میرا باپ گم ہو گیا ہے، بادشاہ سلامت نے کہا کہ اگر ہم ڈھونڈھ دیں تو کیا ہو گے

بیربل نے کہا حضور آدھا باپ میرا اور آدھا آپ کا۔

یہ سن کر بادشاہ ہنسنے لگے۔

۲۰

ایک دن اکبر بادشاہ نے بیربل سے دریافت کیا کہ پان کیوں سڑا، گھوڑا کیوں اڑا، دریا کیوں بھرنی، روٹی کیوں جلی ان چار سوالوں کا جواب ایک دو، بیربل نے کہا کہ حضور پھیرا نہ گیا۔"

بادشاہ اکبر یہ جواب سنکر خاموش ہو گئے۔

۲۱

ایک روز بیربل ایک جاٹ سے باتیں معاملہ داری کے کر رہے تھے اور باتوں کے بیچ میں معقول معقول بار بار کہتے تھے دو چار بار سن کر جاٹ سے نہ رہا گیا۔ اور بولا کہ صاحب آپ ذرا زبان سنبھال کر بولئے، جب سے آپ ماکول کہتے ہیں اگر میں آپ سے کہوں ماکول تو کیسی لڑائی ہو۔

۲۲

ایک بار بیربل کی تعریف سنکر ایک راجہ نے اپنے دربار میں بلانے کی دعوت دی اکبر بادشاہ نے دربار میں جانے کی اجازت دیدی جب بیربل راجہ کی حکومت میں پہنچے تو بڑی دھوم دھام سے ان کا استقبال کیا گیا، راجہ نے بادشاہ کی بے عزتی کرنے کیلئے بادشاہ اکبر کا فوٹو پاخانے پر لگوادیا، تیسرے پہر جب بیربل پاخانے جانے لگے تو پاخانے پر بادشاہ اکبر کی تصویر دیکھی بیربل فوراً جان گئے۔ کہ بادشاہ کی بے عزتی کے لئے یہ حرکت کی گئی ہے، وہاں سے لوٹ کر بیربل نے راجہ سے پوچھا۔ کیا آپ کو قبض کی شکایت رہتی ہے یہ خیال مجھے اس وجہ سے پیدا ہوا ہے کہ پاخانے جاتے ہوئے جب بادشاہ کی تصویر پر آپ کی نظر پڑتی ہوگی، تو آپ کا پاخانہ اتر جاتا ہوگا، کیا یہ میرا خیال سچ ہے، بیربل کے اس سوال کو سنکر راجہ بہت شرمندہ ہوئے، جب بیربل دہلی واپس ہوئے۔ تو اکبر بادشاہ سے اس واقعہ کا ذکر کیا، بادشاہ بہت خوش ہوئے۔

۲۳

دو بیوقوف ایک تالاب پر پہونچے جس میں مچھلیاں بہت تھیں،

ایک نے تالاب میں غور سے دیکھکر دوسرے سے یوں کہا :۔
پہلا :۔ اگر تالاب کا پانی خشک ہو جائے تو مجھے اندیشہ ہے کہ مچھلیاں زندہ نہ رہ سکیں گی۔ کیونکہ نزدیک کوئی بھی درخت نہیں ہے جس پر وہ گھونسلا بنا کر زندہ رہ کر زندگی بسر کریں۔
دوسرا :۔ تو بھی بڑا بے وقوف ہے ارے احمق! اتنا بھی تو نہیں جانتا۔ مچھلیاں کوئی چوپائے ہیں جو درختوں پر گھونسلا بنا کر زندگی بسر کریں۔

۲۴

ایک دن اکبر بادشاہ اور ان کی بیگم صاحبہ بیٹھے آم کھا رہے تھے بادشاہ آم کی گٹھلیاں بیگم کی طرف ڈالتے جاتے تھے اور بیربل بھی وہاں موجود تھے، جب آم کھا چکے تو اکبر نے بیگم سے کہا تو پیٹ اتنا ہی ہے۔ دیکھو اتنے آم کھائے ہیں بیگم صاحبہ بہت شرمندہ ہوئیں۔
بیربل نے کہا، حضور آپ نے تو کھانے کی انتہا کر دی۔ گٹھلیاں تک نہ چھوڑیں۔

۲۵

ایک دن درباری دربار میں موجود تھے ایک درباری مسکرایا بادشاہ نے دیکھ لیا۔ اور مسکرانے کا سبب دریافت کیا تو درباری نے کہا، حضور آپ کے درباری سب گورے ہیں، مگر بیربل کالے کیوں ہیں، بیربل نے فوراً جواب دیا کہ یہ تو معمولی بات ہے، جب خدا اپنے بندوں کو خوبیاں تقسیم

کر رہا تھا۔ تو آپ نے خوبصورتی پسند کی اور میں نے عقل چنانچہ دونوں کو مطلوبہ خوبیاں مل گئیں۔"

۲۶

ایک دن شہنشاہ اکبر نے راجہ بیربل سے دریافت فرمایا: بیربل بتاؤ کہ آسمان پر کتنے تارے ہیں، راجہ بیربل نے جواب دیا، حضور اس سوال کا جواب تو بالکل آسان ہے، بادشاہ نے کہا، کیسے۔ بیربل نے کہا حضور آسمان پر اتنے ہی تارے ہیں۔ جتنے آپ کے سر پر بال، بادشاہ یہ جواب سنکر دنگ رہ گئے

۲۷

ایک دن بادشاہ اکبر نے کہا کہ بیربل جس لفظ یا نام کے آخر میں بان لگا ہوتا ہے وہ انسان بڑا خراب ہوتا ہے، بیربل نے کہا ہاں مہربان! بادشاہ یہ جواب سنکر دنگ رہ گئے۔

۲۸

ایک دن اکبر اور بیربل سیر کو جا رہے تھے راستہ میں آدمی کا پاخانہ پڑا ہوا تھا، اکبر نے کہا دیکھو بیربل یہ تمہارے منہ جیسا معلوم ہوتا ہے، حضور ذرا ٹھہر جایئے، پانی کا چھینٹا پڑنے دیجیے تب پھول کر چغتہ ہو جائے گا، اکبر بادشاہ بہت شرمندہ ہوئے کیونکہ فارسی میں چغتہ تازے پاخانہ کو کہتے ہیں، اور اکبر بادشاہ کی ذات کا نام بھی چغتہ ہے۔"

۲۹

ایک دن بیربل کے ڈرانے کے لئے بہت ڈراؤنا روپ اکبر بادشاہ نے کیا۔ جب بیربل کے سامنے آئے پہلے تو بیربل ہنسے، اور

اس کے بعد سوچنے لگے، بادشاہ نے خیال کیا کہ بیربل کو ڈرنا چاہیئے تھا، پہلے تو وہ خوش ہوا اور پھر سوچنے لگا بادشاہ نے بیربل سے اسکی وجہ پوچھی، بیربل نے کہا میں ہنسا تو اس لئے کہ آپکو درشن ہوئے، سوچا یہ کہ آپ پر ایسی کونسی مصیبت پڑی کہ یہ روپ دھار کیا بادشاہ بہت خوش ہوئے"

۳۰

اکبر بادشاہ نے بیربل سے کہا بہروپ دکھاؤ، بیربل تھوڑی دیر میں حکیم کا بہروپ بنا کر دربار میں پہنچا، بہت سے حکیم بیٹھے تھے آپ بھی وہاں جا پہونچے، بادشاہ نے دریافت کیا آپ کا آنا کہاں سے ہوا، حکیم صاحب نے جواب دیا کہ بندہ اسی شہر کا باشندہ ہے، لیکن خدمت عالی سے کبھی باریاب نہ ہوا، آج حضور کے کسل مزاج کی خبر سنکر حاضر ہوا ہوں، کہ ذرا میں بھی نبض دیکھوں، اس روز بادشاہ سلامت تندرست تھے۔ کسل کا لفظ بیربل کے منہ سے سنتے ہی ڈر لاحق ہوا، کیونکہ بیربل کی زبان میں سرمستی رہتی تھی، بادشاہ نے معلوم کر لیا کہ یہ حضرت بیربل ہیں اور انہیں کی فال زبان کا اثر ہے، کہا بیربل معقول بہروپ بنایا بیربل نے کھڑے ہو کر آداب عرض کیا۔

۳۱

اکبر بادشاہ اور راجہ بیربل دونوں ناؤ میں بیٹھے ہوئے سیر کر رہے تھے، کہ اکبر بادشاہ کے ہاتھ سے تسبیح یعنی مالا جمنا میں گر پڑی۔ اکبر بادشاہ نے بیربل سے کہا "مالا دے"۔ بیربل نے کہا۔

جہاں پناہ "بہن دو" بادشاہ یہ سنکر خاموش ہو گئے۔

۳۲

ایک دن صبح کے وقت شہنشاہ نے اپنے ملازم سے کہا بلاکر لاؤ، مگر یہ نہیں کہا کہ کس کو بلا کر لاؤ، ملازم بڑا گھبرایا کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے، کس کو بلائے اور کس کو نہ بلائے، بہت دیر تک کھڑا سوچتا رہا مگر کسی نتیجہ پر نہ پہونچ سکا، اب اگر اکبر بادشاہ سے دریافت کرتا ہے تو بادشاہ کے ناراض ہونے کا ڈر ہے لہذا وہ بہت دیر سوچنے کے بعد بھاگا، راجہ بیربل کے محل میں پہونچا اور سارا قصہ بیان کیا، راجہ بیربل نے ملازم سے کہا شہنشاہ سلامت نے جس وقت تم سے یہ کہا تھا کہ بلا کر لاؤ، حضور اس وقت کیا کر رہے تھے۔

ملازم بولا! مہاراج منہ ہاتھ دھو رہے تھے انہوں نے اس وقت کہا تھا، بیربل نے کہا بس نائی کو لے کر چلے جاؤ ان کے پاس،

ملازم حجام کو لے کر بادشاہ کے پاس گیا، بادشاہ کمال خوش ہوئے ملازم سے دریافت فرمایا کہ حجام کو بلانے کے لئے کس نے کہا تھا۔ ملازم نے کہا حضور راجہ بیربل نے، شہنشاہ اکبر اس پر اور بھی خوش ہوئے اور راجہ بیربل کی بہت تعریف کی۔

۳۳

ایک دن شہنشاہ اکبر نے ایک سفید کاغذ پر پنسل لیکر لکیر کھینچکر کہا بیربل اس لکیر کو بغیر چھیلے اور کاٹے چھوٹی کر دو۔

راجہ بیربل نے شہنشاہ کے ہاتھ سے پنسل لے کر اسی

کاغذ پر بادشاہ کی کھینچی ہوئی لکیر کے برابر ایک اور لکیر کھینچ دی، یہ لکیر بادشاہ کی لکیر سے بڑی تھی، بیربل نے کہا، جہاں پناہ دیکھئے آپ کی لکیر اب چھوٹی ہوگئی۔

۳۴

ایک دن بیربل کھانا کھا کر پیٹ پر ہاتھ پھیر رہے تھے اس پر ایک چوبے نے کہا واہ کیا کہنا، بہت اچھا پیٹ ہے، بیربل نے فوراً جواب دیا اچھا تو آپ ہی رکھ لیجئے، اس پر چوبے نے ہنس کر کہا یہ بھی تو ہمارا ہی ہے۔ اس پر بیربل شرمندہ ہوئے۔"

۳۵

ایک دن اکبر بادشاہ اور بیربل سیر کرتے کرتے راستہ بھول گئے، ایک دیہاتی سے پوچھا کہ یہ سڑک کدھر کو جاتی ہے،

دیہاتی نے کہا تم بڑے اناڑی ہو کہیں سڑک بھی جاتی ہے۔ ہاں اتنا ضرور ہے کہ مسافر اس پر آتے جاتے ہیں اکبر اور بیربل بہت زیادہ شرمندہ ہوئے۔"

۳۶

بیربل تمباکو کھاتا تھا، اور اکبر نہ کھاتا تھا، ایک دن بادشاہ نے تمباکو کے کھیت میں گدھے کو گھاس کھاتے دیکھا کہا دیکھو بیربل تمباکو کیسی بری چیز ہے، کہ گدھا تک اسکو نہیں کھاتا۔

بیربل نے کہا۔ ہاں حضور سچ ہے گدھا تمباکو نہیں کھاتے یہ جواب سنکر بادشاہ شرمندہ ہوئے۔"

۳۷

بیربل کی لڑکی بھی بڑی ہوشیار تھی، اور پڑھی لکھی تھی ایک دن کوئی خدمتگارنی، یعنی لونڈی باندی موجود نہ تھی اور وہ کنگھی چوٹی کرنے کو بیٹھی، لاچار اپنے نوکر سے کہا کہ تم دو آنے کا تیل فلاں گندھی کی دوکان سے لادو، ایک کٹورا اور پیسے ہاتھ میں دیئے لیکن کٹورا چھوٹا تھا۔ اس لیئے تھوڑا سا تیل کٹورے سے بچ رہا،

دوکاندار نے کہا باقی تیل کس میں دوں، مورکھوں کے مورکھ نے اس تیل بھرے کٹورے کو الٹا کر اس کے پیندے میں تیل ڈال لیا، جب گھر پہونچے۔ تو بی بی سے کہا تیل لے آیا ہوں، اور کٹورے کا پیندا دکھلا دیا۔

وہ گھبرا کر پوچھنے لگی کہ اتنا ہی تیل دو آنے کا لائے ہو اس نے کٹورے کو سیدھا کر کے کہا کہ نہیں ادھر بھی ہے، اس حرکت سے ادھر کا بھی تیل گر گیا، بی بی چپ ہو رہی۔

۳۸

ایک دن شہنشاہ اکبر نے راجہ بیربل سے پوچھا بیربل اگر بارہ میں سے آٹھ دیں تو باقی کیا رہا، راجہ بیربل بولے باقی رہا کچھ بھی نہیں۔

شہنشاہ بولے کیسے! بیربل نے کہا حضور اگر بارہ مہینوں میں سے برسات کے آٹھ مہینے نکال دیئے جائیں تو باقی کیا رہ جاتا ہے۔

شہنشاہ اکبر راجہ بیربل کے اس جواب سے بہت ہی خوش ہوئے۔

۳۹

ایک دن بادشاہ نے بیربل سے کہا کہ کیوں۔ بیربل ہتھیلی پر بال کیوں نہیں، بیربل نے جواب دیا۔ حضور دیتے دیتے گھس گئے بادشاہ نے کہا، جو لوگ کچھ نہیں دیتے ان کے ہاتھ پر بال کیوں نہیں ہوتے، بیربل نے کہا، حضور لیتے لیتے گھس گئے۔ پھر بادشاہ نے کہا، جو لوگ نہیں دیتے ہیں اور نہ لیتے ہیں، ان کے ہاتھ پر بال کیوں نہیں ہوتے "

بیربل نے جواب دیا کہ حضور وہ لوگ اسی افسوس میں ہاتھ ملا کرتے ہیں، کہ ہائے دنیا میں رہ کر نہ کچھ لیا اور نہ دیا، بیربل کے جواب سے بادشاہ بہت خوش ہوا۔

۴۰

ایک صاحب نے راستہ چلتے چلتے کسی سے پوچھا کیوں صاحب آج کیا تاریخ ہے، تو ان صاحب نے جواب دیا، جناب من اس شہر میں بنا وارد ہوا ہوں، مجھے یہاں کا حال معلوم نہیں۔

۴۱

دو زمیندار اپنے گاؤں سے کہیں جا رہے تھے، کہ راستے میں ایک پچاس بیگھہ اچھی زمین دیکھ کر ان میں سے ایک نے کہا بھائی یہ زمین تمہارے ہاتھ لگے تب تم اس زمین میں کیا کروگے، میں تو اپنے حصہ کی زمین میں پھلواری لگاؤں گا، کہو اپنے حصہ کی، زمین میں کیا کروگے، دوسرے نے کہا میں اپنی گائے وغیرہ

کو چراؤں گا، پہلے نے کہا برا مانو، یا بھلا میں تو اپنی پچھاڑی کے پاس لگائے ہم بھینس نہ چرانے دوں گا، وہ بولا تمہارا کوئی ٹھیکہ تھوڑا ہی ہے، میں اپنے حصّہ میں جو چاہوں کراؤں، آخر دونوں میں چپت چلے، جس پر کئی مسافر ان اس جھگڑے کو دیکھ کر جمع ہو گئے انہوں نے فیصلہ کیا کہ آپس میں تم کیوں لڑتے ہو، تب انہوں نے سارا ماجرا کہہ سنایا، سنتے ہی ان میں سے ایک نے کہا، بھائی تمہاری ہی کہاوت ہے، سوت نہ کپاس جولاہے سے لٹھم لٹھا۔"

۴۲

بیربل کی لڑکی بھی بڑی ہوشیار تھی اور پڑھی لکھی تھی۔
ایک دن جب راجہ بیربل دربار میں جانے لگے تو ان کی پانچ برس کی لڑکی بھی ان کے ساتھ جانے کے لئے اصرار کرنے لگی، راجہ بیربل بھی اسے اپنے ہمراہ دربار میں لے گئے، شہنشاہ کو دیکھ کر لڑکی نے کمال آداب سے سلام کیا، شہنشاہ نے دریافت کیا بٹیا کچھ بولنا بھی جانتی ہو۔ لڑکی بولی جی تھوڑا بہت، بادشاہ بولا اس تھوڑے بہت کا کیا مطلب، لڑکی بولی بڑوں کے سامنے تھوڑا اور چھوٹوں کے سامنے بہت بولنا چاہیئے۔
شہنشاہ لڑکی کا جواب سنکر بہت خوش ہوئے۔ اور لڑکی کو بہت سا انعام دیا۔ اور حاضرین دربار سے کہا۔ دیکھ لیجئے، بیربل کے گھر کا چھوٹا بچہ بھی کتنا عقل مند ہے۔"

۴۳

اکبر بادشاہ نے بیربل سے پوچھا کہ بارہ میں سے دو کم کئے جائیں تو کتنے باقی رہیں گے۔ بیربل نے جواب دیا کہ خاک بادشاہ نے پوچھا، کیونکر، بیربل نے کہا، بارہ مہینوں میں سے دو مہینہ ساون کے نکال دیئے جائیں تو خاک باقی رہ جاتی ہے۔

۴۴

ایک دن اکبر بادشاہ اپنے درباریوں کے ساتھ بیٹھے بات چیت کر رہے تھے، ابوالفضل فیضی نے بیربل کا مذاق اڑانے کے لئے کہا۔ بیربل تم آج سے کتوں کے افسر بنائے گئے ہو، بیربل بولے تب تو آپ کو میری ماتحتی میں رہنا ہوگا۔

۴۵

اکبر بادشاہ اور بیربل سیر کر رہے تھے کہ توریوں کی بیل میں ایک سور کو گھستا دیکھ کر بادشاہ نے بیربل سے مذاق کی خاطر پوربی زبان میں کہا تومیں مورد ھست سے بیربل تھا، بڑا حاضر جواب، فوراً بول اٹھا مال سرکار تو رچھوٹے جات ہے مورد ھست جات ہے۔

۴۶

بادشاہ نے بیربل سے پوچھا کہ ستار کیوں نہ بجا استری کیوں نہ نہائی۔ ایک جواب دو۔
بیربل نے جواب دیا، پردہ نہ تھا، یہ جواب سنکر بادشاہ بہت مسرور ہوئے۔"

۴۷

ایک شریف آدمی نے کسی میراثی سے پوچھا تمہارا کیا نام ہے، حرام زادہ، اس شریف آدمی نے مذاق سے کہا نام تو بہت پیارا ہے، میراثی نے جواب دیا کہ اگر یہ نام پسند ہے تو حضور یہی لے لیں، میں کوئی اور نام رکھ لوں گا۔"

۴۸

ایک شریف آدمی نے ایک ظریف سے پوچھا

سوال	جواب
آپ کا نام کیا ہے	ٹامس
آپ کے والد کا نام	پٹاس
جد امجد کا نام	علی ہذا القیاس
آپ کی عمر	انچاس
کوئی صاحبزادہ	سورداس
کوئی صاحبزادی	پچاس
آپ کی تعلیم	مڈل پاس
آپ کے گلے میں کیا ہے	چپراس
آپ کا وطن	مدراس
مذہب	نہ برہمن نہ کراس
پیشانی پر کیا ہے	کراس
اس کا موجد کون ہے	سورداس
کہاں رہتے ہو	جہاں دانہ نہ گھاس

ان کا آپ سے رشتہ | میں ہوں انکا داس
کچھ کھاؤ گے | شفقت بے قیاس
کس چیز سے رغبت ہے | برانڈی کے دو گلاس

شریف آدمی نے آخر میں کہا او بد حواس آدمی ہے۔ کہ نائی نائی تیرا جائے ستیاناس یہ کیا ہے بکواس ہے

۴۹

ایک بار دو ٹھگوں نے صلاح کی، کہ کسی طرح سے کسی سیٹھ کو ٹھگنا چاہیئے، چنانچہ پروگرام مرتب کرنے کے بعد انہوں نے طلائی زیورات کی ایک پوٹلی باندھی، اور سیٹھ دریائی لال کے یہاں پر پہونچے اور بولے یہ پوٹلی رکھ لیجئے ہم باہر جا رہے ہیں، جب واپس آئیں گے تو آپ سے یہ پوٹلی لیں گے سیٹھ دریائی لال نے زیورات کی پوٹلی رکھ لی، تھوڑی دیر کے بعد ایک ٹھگ تو سیٹھ جی کی دوکان سے کچھ فاصلہ پر کھڑا رہا اور دوسرا سیٹھ جی کے پاس آکر کہنے لگا سیٹھ جی وہ دیکھئے بھائی صاحب کھڑے ہیں، اب ہم نے سفر کا ارادہ ملتوی کر دیا ہے۔

لہذا آپ ہماری پوٹلی واپس دے دیں۔ چار روز بعد دوسرے ٹھگ نے سیٹھ جی کے پاس آکر وہی پوٹلی طلب کی سیٹھ جی نے فرمایا وہ تو تمہارا بھائی لے گیا تھا، ٹھگ نے کہا آپ سے ہمارا اقرار تھا، کہ جب دونوں آدمی لینے آئیں تو پوٹلی دے دینا، پھر جب وہ اکیلا آیا تو آپ نے اسکو پوٹلی کیوں دے دی

سیٹھ جی نے کہا تم بھی یہیں موجود تھے، لہذا الڑ نے مرنے پر تیار ہو گئے۔ اس نے سیٹھ کو گلے سے پکڑ لیا، بازار والوں نے بمشکل چھڑایا، شاہی سپاہی دونوں کو پکڑ کر دربار میں لے گئے، اور بادشاہ اکبر کے سامنے پیش کر دیا بادشاہ نے یہ مقدمہ راجہ بیربل کے حوالے کر دیا راجہ بیربل نے سیٹھ دریائی لال اور ٹھگ کے بیان لئے اور سمجھ گئے کہ ٹھگ بد معاشی کر رہا ہے انہوں نے ٹھگ سے کہا تم سیٹھ جی سے اپنی پوٹلی واپس لینا چاہتے ہو ٹھگ نے کہا جی۔ بیربل نے کہا۔ تمہارا دوران کا اقرار یہ ہوا تھا کہ جب ہم دونوں آدمی آئیں گے تو پوٹلی دینا ٹھگ نے کہا جی حضور! بیربل نے کہا تو اول آدمی تم اکیلے ان کے پاس آئے کیوں! اپنے دوسرے ساتھی کو لے آؤ تو پوٹلی تمہیں میں دلادوں۔ ٹھگ اپنا سا منہ لیکر رہ گیا اور سیٹھ دریائی لال راجہ کے اس فیصلہ پر بہت خوش ہوئے اور بادشاہ بھی۔

۵۰

ایک افیونی کے لوٹے میں سوراخ تھا جب تک پاخانہ کرتا پانی سب نکل جاتا، سوچتے سوچتے آخر اس نے یہ فیصلہ کیا کہ آئندہ پہلے ہی آبدست کر لیا کریں گے۔

۵۱

ایک مسخرے کے گھر شادی کے تو پیا ۲ ماہ بعد ہی لڑکا پیدا ہوا، بیوی نے شوہر سے پوچھا کہ اس کا کیا نام رکھو گے مسخرے

نے جواب دیا "پبلک"، کیونکہ اس نے ۹ ماہ کا راستہ چار دن میں طے کیا۔

۵۲

اکبر بادشاہ کے سردار عبدالرحیم خاں نے ایک مکان تعمیر کرایا۔ ابتدائی رسم میں خود بادشاہ اور دیگر وزرا بھی شامل تھے سب لوگ مکان کی تعریف کر رہے تھے خانخانان کی زبان سے نکل گیا کہیے کوئی نقص تو نہیں ہے بیربل نے کہا اور کوئی نقص تو معلوم نہیں ہوتا، مگر دروازے تنگ ہیں خدا نہ کرے کوئی جنازہ نکالنا پڑے تو دقت ہوگی، ملا دوپیازہ فوراً بول اٹھے نہیں دروازے اتنے تنگ تو نہیں ہیں اگر خانخاناں کا سارا خاندان مر جائے تو سب کے جنازے ایک ساتھ نکل سکتے ہیں۔

۵۳

شہنشاہ اکبر نے راجہ بیربل سے خوش ہو کر ان سے وعدہ کیا کہ وہ انہیں جاگیر دیں گے، مگر وعدہ پورا نہ کیا۔

ایک دن بادشاہ اور راجہ بیربل سیر کرنے تشریف لے گئے بادشاہ نے دیکھا کہ ایک اونٹ گردن ٹیڑھی کئے کیوں کھڑا ہے راجہ بیربل بولے، اس نے بھی کسی کو جاگیر دینے کا وعدہ کیا ہوگا،

شہنشاہ اس بات کو سنکر سخت نادم ہو گئے اور جب سیر سے واپس آئے تو بیربل کو بہت سی جاگیر عطا فرمائی اور پھر کسی دوسرے کام کا خیال کیا۔

۵۴

ایک روز ملا صاحب خاص محل میں کسی شاہی کام کو انجام

دینے کے لئے گئے، چونکہ قد و قامت میں فربہ تھے اور توند مبارک تو آپے سے باہر تھی، ایک شہزادی نے آزردہ ہوئے مسخر دریافت کیا کہ ملا صاحب یہ بدھنا آپ نے کتنے کو خریدا ہے ملا صاحب نے جواب دیا، کہ حضور معہ ڈونٹی کے دو گنڈے کو لیا ہے شہزادی اس حاضر جوابی سے کمال شرمندہ ہوئی۔

۵۵

ایک بوڑھی طوائف بازار میں جا رہی تھی، اتفاق سے اس کے پیچھے چار پانچ گدھے بھی آ رہے تھے ایک مسخرے نے آگے بڑھ کر کہا، گدھوں کی اماں سلام، طوائف نے نہایت بے تکلفی سے جواب دیا، بیٹا جیتے رہو۔

۵۶

ایک ملا دو پیازہ کسی مقام پر کھڑے ہوئے دریا کی سیر کر رہے تھے، اتفاقاً اس راہ سے میانہ گذرا کہ اس میں ایک طوائف بیٹھی تھی اور ایک مقابہ اس کے آگے رکھا تھا۔ یکایک وہ مقابہ کسی وجہ سے نیچے گر پڑا، ملا صاحب نے ایک قہقہہ لگا کر اپنے ایک دوست سے جو پاس کھڑا تھا کہا دیکھو میانہ سے انڈا گرا طوائف نے جو سنا تو فوراً مخاطب ہو کر کہا، کہ ہاں صاحب! آپ کا فرمانا بجا ہے، انڈا گرتے ہی بچہ پیدا ہوا اور آواز بھی دینے لگا۔

۵۷

ایک روز اکبر بادشاہ قبرستان کی سیر کر رہے تھے، اتفاق سے ایک آدمی کا پاؤں قبر پر پڑا، تو نصف قبر نیچے گرا،

بیٹھ گئی۔ اور ایسا معلوم ہوا، کہ جیسا تازہ جنازہ ہوتا ہے اور
اس کو اندر سے ہاتھ لگاتے ہی ریزہ ریزہ ہو گیا تو بادشاہ نے
اس وقت یہ کلمہ پڑھا۔

بہت لوگ ایسے تھے جن کا ہمیشہ
نہ تار کفن تھا نہ عضو بدن تھا!

تب بیربل نے جواب دیا
جو قبر کہن ان کی کھولی تو دیکھا
نہ تار کفن تھا نہ عضو بدن تھا
یہ سنکر بادشاہ بہت خوش ہوئے۔

۵۸

ایک بنیئے نے ایک فقیر کو گالیاں دیں فقیر نے غصہ ہو کر اس بنیئے کے جوتا مارا بنیا فقیر کو پکڑ کر کوتوال کے پاس لے گیا، اور کہا اس نے میرے جوتا مارا ہے، کوتوال نے فقیر سے کہا۔ تم نے اس بنیئے کے جوتا کیوں مارا ہے فقیر نے کہا، اس نے مجھے گالیاں دیں، تب کوتوال نے کہا کہ اے فقیر چونکہ تو درویش ہے اور قصور بھی چھوٹا ہے اس وجہ سے اور سزا نہیں دیتا، صرف آٹھ آنے اس بنیئے کو دے دے تیرا قصور معاف ہے، فقیر نے ایک روپیہ کوتوال کو دیا اور ایک جوتا کوتوال کے لگا دیا، اور کہا اگر یہی انصاف ہے تو آٹھ آنے اس کو دیدیجئے، اور آٹھ آنے آپ لیجئے۔

۵۹

ایک سیٹھ کی اشرفیوں کی تھیلی گم ہو گئی سیٹھ تو جانتا تھا کہ تھیلی ان کے نوکروں میں سے ہی کسی نے چرائی ہے مگر کس نوکر نے چرائی ہے یہ وہ نہ جانتا تھا اب بڑی مشکل پڑی کہ تھیلی کو چور سے کس طرح واپس لیا جائے سیٹھ نے بہت سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ راجہ بیربل کے پاس چلنا چاہیئے چنانچہ یہ سوچکر سیٹھ صاحب بیربل کے پاس گئے، اور پھر سارا معاملہ راجہ بیربل کے گوش گذار کیا بیربل بہت دیر تک سوچتا رہا، پھر بولا سیٹھ صاحب آپ کے کتنے نوکر ہیں، سیٹھ صاحب نے کہا سات، بیربل نے کہا کل سات کو لیکر یہاں آ جائیے، اور کھانا بھی یہیں کھائیے اور سوئیے بھی یہیں پرسوں صبح کو چور پکڑوں گا۔

دوسرے دن رات کو سیٹھ صاحب مع اپنے سات نوکروں کے راجہ بیربل کے یہاں تشریف لے گئے، راجہ بیربل نے پہلے تو سب کو کھانا کھلایا اس کے بعد سب نوکروں کو اپنے پاس بلایا اور کہا، دیکھو بھائی چور تم سب میں موجود ہے لیکن اپنے تیئں چھپا رہا ہے، لیکن ہم کو اس کا پکڑنا ضروری ہے میرے پاس یہ سات لکڑیاں موجود ہیں ہر ہر ایک ایک لکڑی اپنے پاس رکھے جسکی لکڑی صبح تک ایک انچ بڑھ جائے گی، یہ کہکر اس نے سب نوکروں کو ایک ایک لکڑی دیدی اور ان کو علیحدہ علیحدہ کمروں میں بند کر دیا۔

جس نوکر نے تھیلی چرائی تھی، سوچا کہ راجہ بیربل بھی کیا بیوقوف ،

ہے، ساری بات بھی ہمیں بتا دی بھلا میری لکڑی کیسے بڑھ سکتی ہے اس نے اپنی لکڑی ایک اپنچ کم کردی۔
راجہ بیر بل نے صبح کے وقت جب ان تمام نوکروں کو باہر نکالا، اور لکڑیوں کو دیکھا تو چور کی لکڑی ایک انچ کم نکلی، بس پھر کیا تھا، اس کو سپاہیوں سے جب جوتے لگوائے تو وہ مان گیا، لہٰذا اس سے اشرفیاں لے لی گئیں، اور اسے جیل بھجوا دیا۔

۶۰

ایک ایرانی بازار کی سیر کو نکلا، ایک دوکاندار سے مندرجہ ذیل گفتگو ہوئی۔

(۱) ایں چیست (یہ کیا ہے)
(۲) دوکاندار پیٹھی پیسٹ
(۳) ایرانی چہ میگوئی (کیا کہتا ہے)
(۴) دوکاندار تیل میں پکائی
(۵) ایرانی بازبگو (یعنی پھر کہو، دوبارہ کہو)
(۶) دوکاندار پیسے پہلے دو۔
(۷) ایرانی کچھ بھی نہ سمجھ سکا اور چلتا بنا۔

۶۱

لڑکا:۔ امی ہمیں کھانے کو کون دیتا ہے۔
والدہ:۔ خدا
لڑکا:۔ یہ بھیا کہاں سے آیا ہے۔

والدہ :۔ آسمان سے

لڑکا :۔ میرے واسطے کھلونے کون بھیجتا ہے۔

والدہ :۔ تمہاری نانی اماں۔

لڑکا :۔ پھر ابا کس غرض کی ؟ واہی انہیں گھر سے نکال دو۔

۶۲

ایک امیر اپنی لونڈی سے مصروف عیش تھا، اپنی خواہش نفسانی میں کمی پاکر لونڈی سے چاہا کہ وہ اس کی مدد کرے لیکن لونڈی نے اس کی تعمیل نہ کی، اتفاقاً امیر کی آواز نیچے سے خارج ہو گئی، امیر نے کہا اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے، میں سلیمان تو نہیں، کہ ہوا میرے اختیار میں ہو۔ لونڈی نے کہا میں، عیسیٰ نہیں، جو مردے میں جان ڈال دوں۔

۶۳

ایک بڑی توند والے حکیم نے اپنے خدمتگار سے پاؤں دبوائے خدمتگار کو خیال آیا کہ آقا کا پیٹ اس قدر بڑا کیوں ہے، کچھ سوچکر بولا، حضور آپ کے شکم مبارک میں کیا کیا ہے امیر ہنس کر بولے اس میں گندگی ہے، خدمت گار نے کہا کہ حضور اس میں صرف آپ ہی کی ہے۔ یا تمام قصبہ کی۔

۶۴

ایک دن شہنشاہ اکبر نے بیربل سے کہا تمہاری ہندی زبان، بہت گندی ہے اس میں پاؤں کو جو انسان کے بدن کا ایک حصہ ہے اور جس کی مدد سے تیز کا کرتے ہیں۔ "پاد" کہتے ہیں،"

بیربل نے جواب دیا، حضور معاف ہو فارسی بالکل ہی بری چیز ہے جس میں بدن کے سب سے اچھے حصہ ہاتھ کو دست کہتے ہیں بادشاہ بیربل کے اس جواب کو سنکر ہنسنے لگے۔

۶۵

ایک دن اکبر بادشاہ نے درباریوں سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ پھولوں میں سب سے بہتر پھول کونسا ہے؟ سب حیران تھے، کیا جواب دیں، بیربل نے جواب دیا، حضور پھولوں میں کپاس کا پھول سب سے بہتر ہے، جس سے تمام عالم کا لباس تیار ہوتا ہے۔

۶۶

ایک دن شہنشاہ اکبر نے دربار عام فرمایا۔ کہ پتوں میں سب سے بڑا پتہ کون سا ہے؟ سب لوگ اپنے ذہن کے مطابق تجزیں، کرنے لگے، یعنی کوئی کیلے کوئی اروی کا پتہ خیال کرتا تھا مگر بادشاہ کے سوال کا جواب کوئی نہ دے سکا، آخر سب نے اس کام کیواسطے بیربل کو تجویز کیا، چنانچہ بیربل نے عرض کیا جہاں پناہ سب سے بڑا پتہ پان کا ہے، جو جناب کے ذہن مبارک تک پہونچتا ہے۔ بادشاہ اس جواب سے بہت خوش ہوئے۔

۶۷

ایک دن شہنشاہ اکبر بیربل کے ساتھ گھومتے گھومتے کسی گاؤں میں جا پہونچے، اچانک ایک آدمی سے ملاقات ہوئی بادشاہ نے اسکا نام پوچھا، وہ بولا گنگا، پھر پوچھا تیرے باپ کا کیا نام ہے؟ وہ بولا جمنا، تب بیربل نے پوچھا تیری ماں کا نام کیا ہے؟ وہ بولا سرسوتی تب

بیربل نے کہا، ٹھہرو، پہلے مجھے ناؤ کا بندوبست کر لینے دو نہیں تو سب کے سب بہہ جائیں گے۔

۶۸

دو مٹھی جاڑا

جاڑے کے موسم میں جبکہ خوب ٹھنڈ پڑ رہی ہوتی بادشاہ نے بیربل سے کہا کہ جاڑا کتنا ہے؟ بیربل نے کہا جواب دیا" دو مٹھی پھر بادشاہ نے پوچھا دو مٹھی کیسے. بیربل نے ابھی وقت محل کے نیچے بازار میں سے گزر رہے ہوئے ایک غریب آدمی کو شہنشاہ کو دکھایا جو کہ اپنے دونوں ہاتھوں کی مٹھیاں باندھ کر کوکھ میں دبائے جا رہا تھا، شہنشاہ نے بیربل کے جواب کو مان لیا۔

۶۹

جُوا!

ایک دن بادشاہ نے بیربل سے پوچھا، دولت کیوں لٹائی ہے بیل کیسے گھائل ہوا، بیربل نے جواب دیا اس کی وجہ جوا ہوگا۔"

گلا نہ تھا

ایک دن بادشاہ نے بیربل سے پوچھا، گوشت کیوں نہ کھایا گانا کیوں نہ گایا، بیربل نے جواب دیا گلا نہ تھا۔"

۱۷

بیل کا دودھ

ایک دن بادشاہ نے بیربل سے کہا مجھے بیل کا دودھ لا دو بیربل نے کہ بیل کا دودھ لانے کی کوشش کروں گا اس میں کم از کم پانچ چھ دن لگیں گے، بادشاہ نے کہا پانچ چھ دن کے بجائے ہم دس دن لگانے کی اجازت دیتے ہیں، لیکن دودھ مجھے ضرور ملنا چاہیئے، کیونکہ مجھے لال کنواں کے حکیم صاحب نے جو دوائی دی ہے اس کا بدرقہ بیل کا دودھ ہے۔

بیربل بادشاہ کی بات سنکر گھبرائے اور اپنی لڑکی کو بلایا! اور اسے سارا حال سنایا اور فرمایا کہ آج رات کو گھاٹ پر کپڑے دھونے کے لئے چلی جانا اور کپڑے گھاٹ پر اس مقام پر دھونا جہاں پر بادشاہ کے محل کا وہ حصہ ہے جہاں پر حضور رات کو آرام فرماتے ہیں، کپڑوں کو خوب زور زور سے کوٹنا وجہ کسی کو بھی نہ بتانا جب تک کہ حضور شہنشاہ خود دریافت نہ فرما دیں اس کے علاوہ چند اور ضروری ہدایات بھی اسے دیدیں۔

بیربل کی لڑکی آدھی رات کو وقت پھٹے پرانے کپڑے کی ایک گٹھڑی بنا کر بادشاہ کے سونے کے کمرے کے نیچے والی گھاٹ پر جاکر ان کپڑوں کو صابن لگا کر ڈنڈے سے کوٹنے لگی۔ پھٹا، پھٹ کی آواز سے شہنشاہ کی نیند اچاٹ ہو گئی، بادشاہ کو بڑا غصہ آیا پہرے والے کو حکم ملا کہ شور کرنیوالے کو گرفتار کرکے

حاضر کرو، سپاہی گھاٹ کی طرف پہونچا کیا دیکھتا ہے کہ نوجوان لڑکی بیٹھی کپڑے دھو رہی ہے چاند سا مکھڑا، اٹھتی جوانی، گالوں پر شفق کی سی سرخی بال لمبے اور برسات کی طرح سیاہ اور کشادہ اور درخشاں پیشانی، ستواں ناک، موتی سے دانت ہونٹ کاشمیری سیب کی دو شاخیں، گداز باہیں، ابھرا سینہ، غرض جوان اور بہت خوبصورت بدر کامل کی طرح نکھرا ہوا حسن سپاہی کی مارے حسن کے زبان نہ کھلتی تھی، جوں توں کرکے اس نے آدھی رات کے وقت بادشاہ کے سونے والے کمرے کے نیچے والے گھاٹ پر کپڑے دھونے کی وجہ دریافت کی اور ساتھ ہی شہنشاہ کی خدمت میں پیش ہونے کے لئے کہا لیکن لڑکی نے اسکی بات پر کوئی توجہ نہ دی سپاہی اس حکم عدولی سے جھنجھلا اٹھا کہ اس آدھی رات کے وقت تم نے شور مچایا ہے کہ حضور کی نیند حرام کردی اور اب حضور کا حکم بھی نہیں مان رہی ہو، بھلائی اسی میں ہے کہ اب سیدھی طرح سے میرے ساتھ چلو، لڑکی اس سپاہی کے ساتھ ہولی، اور بادشاہ کی خدمت میں جا پہونچی، بادشاہ نے دیکھا کہ اس کے سامنے ایک ایسی لڑکی کھڑی ہے کہ جس کی خوبصورتی کے آگے شاہی محل کی شہزادیاں ہیچ ہیں، ایسی خوبصورت لڑکی آدھی رات کے وقت گھاٹ پر کپڑے دھو رہی ہے یہ دیکھ کر وہ اور بھی حیران ہوئے انہوں نے دریافت فرمایا! لڑکی تو کون ہے کہاں رہتی ہے؟ اور آدھی رات کے وقت تیرا یہاں پر کپڑے دھونا کیا معنی رکھتا ہے، لڑکی پھر بھی چپ رہی۔

شہنشاہ عالم بولے پھر گھبراؤ نہیں۔ ہم تمہارا قصور معاف کرتے ہیں۔ جو ماجرا ہے ٹھیک ٹھیک بیان کرو۔

لڑکی بولی:۔ جہاں پناہ آج میرے باپ کے لڑکا ہوا، دن بھر تو میں دوسرے کاموں میں الجھی رہی، اب تھوڑا سا آرام کرنے کا موقعہ ملا تھا، خیال آیا کہ کل صاف کپڑوں کی ضرورت ہوگی۔ اس لئے گھاٹ پر دھونے چلی آئی۔

لڑکی کا جواب سنکر بادشاہ اکبر اور بھی حیران ہوئے، فرمایا۔ تم کیا کہہ رہی ہو، مرد کے بھی کبھی لڑکے ہوا کرتے ہیں،

لڑکی نے بہترین موقعہ سمجھکر کہا۔ اگر بیل کا دودھ دستیاب ہونا ممکن ہے تو مرد کے اولاد پیدا ہونا کیوں ناممکن ہے

بادشاہ کو اپنی پرانی بات یاد آگئی، بادشاہ لڑکی سے بولے کیا تم بیربل کی لڑکی ہو۔

لڑکی چپ رہی۔

شہنشاہ اس کی عقل دیکھ کر سمجھ گئے کہ ہو نہ ہو یہ بیربل کی ہی لڑکی ہے انہوں نے اس سے استفسار کیا تمہارے ایسا کرنے کے لئے کس نے کہا تھا،

لڑکی بولی حضور میں نے سپاہی کے حکم سے ایسا ہی کیا تھا، بادشاہ بہت خوش ہوا، اور لڑکی کو بیہا انعام عطا فرمایا۔

خدا آپ کو ہزار جوتے دے

ایک دن بادشاہ نے بیربل کے جوتے چوری کرادیئے

بیربل اپنے جوتے تلاش کرنے لگے، جب نہ ملے، بادشاہ نے کہا اچھا ہماری طرف سے ان کو جوتے دیدو، بیربل نے نئے جوتے پہن کر بادشاہ کو دعا دی۔ خدا آپ کو دونوں جہان میں ہزار جوتے دے بادشاہ بیربل کا یہ پر معنی فقرہ سنکر خوش ہوئے"

۴۳

صحبت کا اثر!

ایک روز کا ذکر ہے کہ شہنشاہ اکبر نے دربار عام میں بیربل سے فرمایا، اے بیربل میں ایک مدت سے محسوس کر رہا ہوں کہ تم پہلے کی نسبت بدتمیز ہوتے جا رہے ہو۔

بیربل نے جواب دیا حضور واقعی میں پہلے ایسا نہ تھا لیکن صحبت کا اثر ہونا قدرتی امر ہے۔

شہنشاہ لاجواب ہو گئے"

۴۴

فقیر سے کیا مانگنا!

ایک روز شہنشاہ اکبر مع بیربل کے سیر کر رہے تھے کہ ایک فقیر آیا اور سامنے کھڑا ہو گیا

بادشاہ نے دریافت کیا کیا چاہتا ہے؟ اس نے کہا کہ حضور میں اپنا مطلب بعد کو ظاہر کروں گا، پہلے آپ اپنی خاموشی کا سبب بیان فرمایئے، بادشاہ نے کہا میں خدا سے ترقی دولت اور حیات کی

دعا مانگ رہا تھا، یہ سنکر وہ فقیر خاموش ہو گیا۔
تب بادشاہ نے کہا تو مجھ سے کیا چاہتا ہے جو تیرے دل میں آئے طلب کر۔"
فقیر نے کہا اے اکبر میں تجھ سے کیا مانگوں جس سے تو مانگتا ہے میں اس سے مانگ لوں گا، کیونکہ کسی کا قول ہے خفتہ را خفتہ کے کند بیدار، بادشاہ اس کا یہ جواب سنکر بہت نادم ہوئے۔

۷۵

شہنشاہ کو جاڑا لگا

ایک روز شہنشاہ اکبر شکار کو گئے آپ کو بہت جاڑا لگا محل میں آکر دوشالہ اوڑھ لیا، خدمتگار سے کہا کہ اب تیرا زور ختم ہوا، خدمتگار نے باہر سے آکر عرض کیا کہ حضور جاڑا یہ کہتا ہے کہ حضرت سے تو میرا زور نہیں، مگر نوکروں سے خوب سمجھونگا۔ بادشاہ اس بات سے بہت مسرور ہوئے اور سب نوکروں کو جاڑے کی عمدہ پوشاکیں بنوا دیں۔

۷۶

اسکو ضرور پھانسی دو

بادشاہ نے ایک برہمن کو پھانسی کا حکم دیا اس دوران میں راجہ بیربل بھی وہاں پہونچے، بادشاہ نے کہا اس برہمن کی سفارش نہ کرو۔ کیونکہ میں نے دل میں ٹھان لیا ہے کہ جو تم کہو گے اسکو خلاف کرونگا

بیربل بولے ہاں حضور اس دشٹ کو ضرور پھانسی ہونی چاہیئے
بادشاہ نے مجبوراً برہمن کو چھوڑ دیا۔

۷۷

کالے گورے

ایک دن جبکہ شہنشاہ اکبر دربار میں تشریف فرما تھے ایک درباری مسکرایا، شہنشاہ نے اس کا سبب پوچھا درباری نے کہا حضور سب درباری گورے ہیں۔ راجہ بیربل کالے کیوں ہیں، بیربل نے یہ جواب دیا یہ تو معمولی بات ہے جب خدا اچھے گوروں گوروں کو خوبیاں تقسیم کر رہا تھا، آپ نے خوبصورتی پسند کی اور میں عقل چنانچہ دونوں کو مطلوبہ خوبیاں مل گئیں،
شہنشاہ بیربل کے اس جواب سے بہت خوش ہوئے۔

۷۸

کانی اور نعمت

ایک دن شہنشاہ اکبر اور راجہ بیربل سیر کو نکلے جب وہ ایک گاؤں میں پہونچے تو راستہ میں شہنشاہ نے دیکھا کہ کتا روٹی کے ٹکڑے کو جو کئی دنوں کی باسی ہو جاتے ہیں اور وہ سوکھ گئی تھی، نیز کائی پڑ گئی تھی کھا رہا تھا۔ شہنشاہ کو مذاق سوجھی بولے بیربل دیکھو۔ کتا کالی کو بھی کھا رہا

راجہ بیربل بولے جہاں پناہ اس کے لئے وہی نعمت ہے شہنشاہ یہ سنکر بولے بیربل سمجھ کر نہیں بولتے کیا تمہیں معلوم نہیں۔ کہ میری والدہ نعمتا ہے۔

راجہ بیربل نے نہایت انکساری سے جواب دیا آخر آپ نے بھی تو میری والدہ کو کتے کو کھلایا، آپ کو بھی یہ معلوم تھا کہ میری ماں کا نام کالی ہے پھر آپ نے ایسی بات کیوں کہی جس سے مجھے بھی لاچار ہو کر ویسی بات کہنی پڑی۔

شہنشاہ راجہ کی بات کاٹ کر بولے میں نے تمہاری ماں کو نہیں بلکہ کالی روٹی کو کالی کہا ہے۔

راجہ بیربل بولے تو حضور میں نے کون سا برا کہا ہے میں نے مانا کہ روٹی سوکھ گئی تھی، مگر اس وقت اس کے لئے وہی نعمت تھی میں نے آپ کی والدہ کو کوئی برا لفظ نہیں کہا۔

بادشاہ اس معقول جواب سے بہت شرمندہ ہوئے اور کوئی جواب نہ دیا۔

۲۹

ندی کیوں روتی ہے

برسات کا موسم ہے جمنا میں طغیانی آئی ہوئی تھی چاروں طرف پانی ہی پانی دکھائی دیتا تھا، رات کا وقت تھا اور شہنشاہ اکبر اپنے محل میں جو کہ جمنا کے کنارے تھا سو رہے تھے اتفاق سے شہنشاہ کی آنکھ کھل گئی، رات نصف سے زیادہ گذر چکی تھی، بادشاہ

شہنشاہ نے دوبارہ سونے کی بہت کوشش کی مگر کم بخت نیند کو نہ آنا تھا نہ آئی، شہنشاہ دریا کے کنارے پہونچے اور سیر کرنے لگے، پانی بڑے زور کے ساتھ بہہ رہا تھا اور اس کی آواز کانوں کے پردے پھاڑے دیتی ہے شہنشاہ کو یکایک ایک خیال آیا کہ ندی رو رہی ہے۔ انہوں نے بہت غور کیا کہ ندی کیوں رو رہی ہے، لیکن کچھ سمجھ نہیں آیا۔ آخر وہ چار پائی پر لیٹ گئے، اور ایک بار پھر سونے کی کوشش کرنے لگے لیکن نیند نہ آئی۔ آخر کتاب کا مطالعہ کرنے لگے وہ ایک ہی صفحہ پڑھے ہوں گے کہ نیند آ گئی، صبح دربار میں تشریف لے گئے جو بھی درباری آتا اس سے یہی سوال کرتے۔

کہ ندی کیوں روتی ہے لیکن اس سوال کا جواب کوئی نہ دے سکا، جب راجہ بیربل تشریف لائے تو شہنشاہ نے ان سے بھی یہی سوال کیا کہ ندی روتی کیوں ہے، راجہ بیربل نے کہا کہ جب تک میں ندی کا رونا سن نہ لوں جواب دینے سے مجبور ہوں۔ بادشاہ نے کہا میں رات کو سنا دوں گا۔

چنانچہ رات دس بجے سب درباریوں کو مدعو کیا جب رات اچھی طرح سے بھیگ گئی، اور پانی چلنے کا شور مچا اور سنائی دینے لگا تو راجہ بیربل کی توجہ مبذول کی، اور وجہ دریافت فرمائی راجہ بیربل نے بہت غور و خوض کے بعد جواب دیا، جہاں پناہ ندی اپنے باپ یعنی پہاڑ کے گھر سے ہو کر اپنے شوہر یعنی سمندر کے گھر جاتی ہے جس سے وہ اپنے والدین کی جدائی کے خیال سے رو رہی ہے شہنشاہ اور دوسرے درباری اس جواب کو.... سن کر

بہت خوش ہوئے۔

چار سوال

ایک دن شہنشاہ اکبر نے درباریوں سے دریافت کیا۔

(۱) پھل کونسا اچھا ہے
(۲) دودھ کس کا اچھا ہوتا ہے
(۳) پھول کون سا اچھا ہوتا ہے
(۴) راجہ کون اچھا ہے
(۵) پتہ کس کا اچھا ہوتا ہے

درباریوں میں سے کوئی بھی ان سوالات کا جواب نہ دے سکا شہنشاہ نے بیربل سے دریافت کیا۔ بیربل بولے

(۱) پھلوں میں بیٹا اچھا ہوتا ہے جس سے باپ دادا کا نام چلتا ہے
(۲) دودھ ماں کا اچھا ہوتا ہے جس سے تمام دنیا کا لباس تیار ہوتا ہے۔
(۳) پھول کپاس کا اچھا ہوتا ہے جس سے تمام دنیا کا لباس تیار ہوتا ہے۔
(۴) راجاؤں میں راجہ اندر سب سے اچھا ہے جو پانی برساتا ہے اور جس سے تمام دنیا کی پرورش ہوتی ہے۔
(۵) پتوں میں پتہ پان کا اچھا ہوتا ہے،

ہوشیار اور بیوقوف!

ایک دن شہنشاہ اکبر نے راجہ بیربل سے دریافت کیا کہ ہوشیار بیوقوف کون ہوتا ہے بیربل نے جواب دیا جس کی بات پوری اتر جائے وہ ہوشیار اور جس کی نہ اترے وہ بے وقوف ۔"

۸۲

بڑا کون ہے

ایک دن شہنشاہ اکبر نے راجہ بیربل سے دریافت کیا، بیربل دنیا میں سب سے بڑا کون ہے ، راجہ بیربل نے جواب دیا، سب سے بڑا چھوٹا بچہ ، بادشاہ نے کہا اس کا ثبوت راجہ بیربل بولے ،حضور، ثبوت کے لئے مہلت درکار ہے بادشاہ نے اسبات کو منظور کر لیا۔

ایک دن راجہ بیربل اپنے دوست کے لڑکے کو جس کی عمر ڈیڑھ سال کے قریب تھی لے کر دربار آئے شہنشاہ خوبصورت بچے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور اسے گود میں لے کر پیار کرنے لگے اور دوران میں بچے نے شہنشاہ کی داڑھی پکڑلی جس سے شہنشاہ کو بہت ناگوار گذرا ، انہوں نے راجہ بیربل سے کہا اپنے سنر یہ لڑکے کو یہاں کیوں لائے ہو . بیربل نے بچے کو بڑا ثابت کرنے کے لئے کہا جہاں پناہ! دنیا کے

دوسرے لوگوں کے لئے آپ چاہے کتنے ہی بڑے ہوں لیکن اس وقت یہ بچہ ہی بڑا ہے اگر بڑا نہ ہوتا تو آپ کی داڑھی پکڑنے کی جرأت کیوں کرتا، اتنی ہمت بھلا کسی دوسرے میں کہاں ہے۔

۸۴

رام نام کی مہما!

ایک دن شہنشاہ اکبر کے دل میں خیال آیا کہ ہندو کام کے شروع میں اور خط کے آغاز میں رام کا نام لکھتے ہیں، کیوں نہ میرا نام لکھا جایا کرے، انہوں نے راجہ بیربل سے رائے طلب کی، راجہ بیربل بولے، جہاں پناہ زمانہ سلف میں رام کا نام لینے سے پتھر پانی پر تیرنے لگتے تھے اب اگر آپ کا نام لینے سے ایسا ہو سکے تو پھر اس میں حرج ہی کیا ہے۔ شہنشاہ یہ سنکر بہت شرمندہ ہوئے اور پھر کبھی ایسی بات زبان پر نہ لائے۔

۸۵

جنگل کا دیو

ایک دن شہنشاہ نے اپنے دل میں سوچا کہ جب بیربل دیکھو مجھے ہرا دیتا ہے ہر بار مجھے شرمندہ ہونا پڑتا ہے کوئی ایسی تدبیر ہو جس سے وہ مجھ سے شرمندہ ہو۔ یہ سوچ کر انہوں نے شاہی بڑھئی بلوا کر ایک ایسا طاق بنوایا جس پر رکھ کر بچی کوئی ہاتھ

رکھے فوراً پھنس جاوے۔ ایک دن شہنشاہ محل میں تشریف فرما تھے، کہ راجہ بیربل تشریف لائے شہنشاہ نے فرمایا بیربل ساتھ والے کمرے میں طاق میں ایک سیب رکھا ہے اس کو اٹھا لاؤ۔

راجہ بیربل نے حکم پاتے ہی سیب لانے کے لئے ساتھ والے کمرے میں تشریف لے گئے، طاق کی طرف ہاتھ، ہاتھ کا بڑھانا ہی تھا، کہ ہاتھ طاق میں پھنس گیا۔ جب انہوں نے دوسرے ہاتھ سے اسے چھڑانے کی کوشش کی تو وہ بھی پھنس گیا جب انہوں نے یہ ماجرا دیکھا تو بیربل شرمندہ ہوئے، اتنے میں شہنشاہ بھی ٹہلتے ہوئے اس کمرے میں آ گئے، راجہ بیربل کے دونوں ہاتھ طاق میں پھنسے ہوئے دیکھ کر کہنے لگے، اس کمرے میں سے ہمیشہ ہماری چیز چوری جایا کرتی تھی، آج بڑی مشکل سے چور پکڑا ہے، آج تو ہم تمہیں ازراہ تراحم معاف کئے دیتے ہیں، پھر کبھی ایسا نہ کرنا۔

راجہ بیربل شرمندگی کے مارے کچھ بول نہ سکے شہنشاہ نے ان کے ہاتھ چھڑا دیئے، دوسرے دن بیربل کو بادشاہ نے کہا کیوں بیربل وہ طاق والا سیب راجہ صاحب کچھ جواب نہ دے سکے اور شرمندہ ہو کر سر جھکا لیا، اب تو بیربل کو شرمندہ کرنے کیلئے ہر روز شہنشاہ ان کو یہی کہنے لگے۔

راجہ بیربل نے بادشاہ سے بدلہ لینا چاہا پروگرام مرتب کر لیا، اور اس کی تکمیل کے لئے انہوں نے شری جگن ناتھ کی یاترا کے بہانہ سے دو ماہ کی رخصت طلب کی اور شہنشاہ نے خوشی کے ساتھ رخصت دے دی، راجہ بیربل گھر آئے اور ایک دیہ

یعنی جن کا بھیس بدل کر اس جنگل میں جا کر چھپ گئے جہاں پر کہ بادشاہ شکار کھیلنے کے لئے آیا کرتے تھے، ایک دن شہنشاہ جب شکار کھیلنے کے لئے آئے ایک ہرن کے پیچھے گھوڑا دوڑا دو میلوں دور نکل گئے۔

شہنشاہ نے اپنا گھوڑا ایک درخت کے تنے کیساتھ باندھ کر خود حاجت رفع کے لئے گھنے جنگل کی طرف بڑھے نہ تو کوئی ہتھیار ہی پاس تھا نہ کوئی ساتھی ساتھ تھا، راجہ بیربل موقع کی تاک میں تھے، فوراً گرجتے ہوئے سامنے آئے لال پیلی آنکھیں لمبے لمبے دانت کالا منہ بڑے بڑے سامنے ہونٹ اور بکھرے ہوئے بال دیکھ کر شہنشاہ گھبرائے۔"

راجہ بیربل بولے تو اپنی رعیت کے ساتھ بے انصافی کرتا ہے، لہذا میں آج سے تجھے کھاؤں گا، شہنشاہ اور بھی گھبرانے لگا، خدا کو یاد کر کے گڑگڑا کر دیو سے کہنے لگا، اے دیو میرا قصور معاف ہو تو جو حکم دے گا اسے معاف ہو گا، مجھے مار نہیں

دیو نے کہا۔ جو تو میرے جوتے اپنے سر پر رکھ کر اور ننگا ہو کر سو قدم چلے تو میں تجھے چھوڑ سکتا ہوں۔

مرتا کیا نہ کرتا۔ شہنشاہ نے دیو کے کہنے کے مطابق عمل کیا دیو جدھر سے آیا تھا ادھر کو چلا گیا،

شہنشاہ راجدھانی میں تشریف لائے، دیو جا چکا تھا، مگر اس کا خوف ابھی باقی تھا، کبھی کبھی تو وہ چونک اٹھتے تھے۔ راجہ بیربل یاترا سے واپس تشریف لائے۔ شہنشاہ

سے ملنے کے لئے آ گئے، شہنشاہ نے ان کو دیکھ کر کہا۔ بیربل طاق والاسیدب:۔

راجہ نے فرمایا جہاں پناہ! جنگل کا دیو!! انہوں نے راجہ بیربل سے مذاق کرنا چھوڑ دیا۔ اس کے ساتھ راجہ بیربل کے کرتوت، سے آگاہ ہو کر ان کے دل میں جو دیو کا خوف بیٹھا ہوا تھا وہ بھی دور ہو گیا۔

۸۶

اندھے ہی اندھا!

ایک دن شہنشاہ اکبر دربار عام میں رونق افروز تھے راجہ بیربل بھی پاس ہی تشریف فرما تھے، شہنشاہ نے راجہ صاحب سے دریافت فرمایا۔ بیربل بیٹا! دنیا میں کثرت سے ہیں یا نا بینا!

راجہ بیربل نے جواب دیا جہاں پناہ دنیا میں فی زمانہ بینا بہت کم ہیں اور نابینا کثرت سے ہیں۔

شہنشاہ نے فرمایا یہ کیونکر

راجہ بیربل نے عرض کیا۔ اس کا جواب کل دوں گا۔ ایک عرض اور ہے

شہنشاہ۔ بولو

راجہ بیربل مجھے ایک منشی کی ضرورت ہے تاکہ وہ فہرست لکھتا رہے شہنشاہ نے ایک منشی کو راجہ بیربل کے ہاتھ میں ہاتھ دیدیا۔ راجہ بیربل نے منشی کو ہدایت کی جسکا نام میں تجھ کو بتاؤں فوراً" فہرست میں نام درج کر لینا۔

دوسرے دن دربار میں آنے کے ساتھ ہی راجہ بیربل نے چارپائی بنانا شروع کر دی اس عجیب و غریب حرکت کو دیکھ کر سب سے پہلے، شہنشاہ اکبر نے راجہ سے دریافت کیا بیربل یہ کیا کرتے ہو راجہ بیربل نے منشی کو اشارہ کیا کہ وہ بادشاہ کا نام اندھوں کی فہرست میں درج کرے اس کے بعد دوسرے درباریوں نے یکے بعد دیگرے راجہ بیربل سے دریافت کیا کہ بیربل کیا کرتے ہو ان کے نام اندھوں کی فہرست میں درج ہو گئے اور جس نے کہا بیربل چارپائی کیوں بنتے ہو اس کا نام بینا کی فہرست میں درج ہوا، جس وقت دونوں فہرستیں تمام و کمال مرتب ہو گئیں، تو راجہ بیربل نے اس وقت دونوں فہرستیں شہنشاہ کے ہاتھ میں دے دیں۔

شہنشاہ اپنا نام اندھوں کی فہرست میں دیکھ کر بولے میرا نام اندھوں کی فہرست میں درج کیوں ہے۔

راجہ بیربل بولے میں حضور کے روبرو چارپائی بن رہا تھا اور آپ نے باوجود آنکھ کے دیکھ لینے کے بھی فرمایا کہ بیربل آج یہ کیا کرتے ہو کیا آپ کو معلوم نہ تھا، کہ میں چارپائی بنتا ہوں، پھر آپ نے کس طرح فرمایا، کہ بیربل کیا کرتے ہو اس لئے حضور کا نام فہرست میں درج ہوا۔

یہ بات سنکر شہنشاہ لاجواب ہوئے اور بیربل کی تعریف کی۔

ملا دو پیازہ اور ایک بدچلن عورت

ایک روز بادشاہ اکبر بیربل اور ملا دو پیازہ شکار کو لئے گئے جنگل میں کیا دیکھتے ہیں، کہ ایک کسان اپنے کھیت میں ہل چلا رہا ہے

اور اس کی گردن میں ایک ٹالی بندھی ہوئی ہے جب وقت وہ چلتا ہے تو ٹال کو جنبش ہوتی ہے اور اس میں سے آواز نکلتی ہے

یہ ماجرا دیکھ کر شہنشاہ بیربل سے کہا یہ شخص بے وقوف ہے، بیربل بولے جہاں پناہ اس کی بیوی کی کسی دولت مند سے آشنائی ہے، شہنشاہ نے ملا دوپیازہ سے کہا ملا صاحب اس بات کا امتحان ہونا چاہیئے،

ملا بہت بہتر کہہ کر اس کسان کے قریب آئے اور فرمایا بھائی ٹالیا صاحب! ہماری خالہ زاد بھائی ہوں میں پنجاب کی طرف نوکری کرنے گیا ہوا تھا جس وقت میں گھر سے نکلا تھا اس وقت تم بہت چھوٹے تھے، میرا خیال ہے کہ یہ بات اب تم کو یاد نہ ہوگی،

ٹالیا بولا بیشک تم میرے خالہ زاد بھائی ہو۔ اب تم میرے گھر پر چلو تھوڑی دیر میں، میں بھی آتا ہوں یہ سنکر ملا اس کسان کے گھر آئے گیا دیکھتے ہیں کہ اس کی عورت ایک مرد کے ساتھ اختلاط کر رہی ہے اور راز و نیاز کی باتیں ہو رہی ہیں، ملا صاحب نے دروازہ پر جاکر آواز دی میں ٹالیا صاحب کا خالہ زاد بھائی ہوں لاہور سے آیا ہوں یہ آواز سنکر کسان کی عورت بہت گھبرائی اور اس کو ایک مٹی کی کٹھیا میں بند کر دیا، ملا صاحب نے شہنشاہ سے عرض کیا حضور جس آدمی کو اس نے چھپایا ہے یہ اس کا آشنا ہے،

شہنشاہ نے کہا یہ بات ٹھیک نکلی راجہ بیربل نے سچ کہا تھا اب دیکھنا یہ ہے کہ اس کا آشنا واقعی دولت مند ہے۔

ملا صاحب بولے حضور دیکھتے جایئے۔ وہ بھی دکھا دیتا ہوں

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں، کہ ٹابا صاحب بھی تشریف لے آئے اور ملا صاحب کی خوب خاطر تواضع کی تھوڑی دیر کے بعد ملا صاحب نے رخصت چاہی اور ساتھ ہی کسان سے یہ بھی کہا بھائی صاحب مجھے کوئی نشانی عطا فرمایئے،

کسان بولا بھائی یہ بھی کوئی پوچھنے کی بات ہے میں کس کا ہوں اور یہ گھر کس کا ہے جس چیز کو ہاتھ لگایئے وہی لے جایئے ملا صاحب نے وہی مٹی کی کوٹھی جس میں کسان کی عورت کا آشنا بند تھا، پسند فرمائی۔ ٹابا صاحب نے خوشی خوشی وہ کوٹھی ان کے حوالے کر دی۔ مگر اس عورت کو یہ بات ناگوار گذری وہ کسان سے کہنے لگی یہ کوٹھی میں نے بڑی محنت سے بنائی ہے یہ میں ہرگز نہ دوں گی،

جھگڑے نے طول پکڑا مگر کسان کو اپنے خالہ زاد بھائی ملا صاحب کی خوشنودی مقصود تھی۔ اس لئے عورت کے کہنے کی کچھ پرواہ نہ کی اور کوٹھی ملا صاحب کی نذر کر دی اور عورت پیچ و تاب کھا کر خاموش ہو گئی، اب ملا صاحب نے کسان کو کہا کہ یہ کوٹھی کچی مٹی کی ہے اگر اس کو اسی طرح لے چلتے ہیں تو راستہ میں ٹوٹ جانے کا احتمال ہے، بہتر ہے کہ اس کو آگ میں پکا لیا جائے غرض اسی وقت لکڑیاں فراہم کر کے اس کوٹھی کے نیچے اوپر رکھ کر اسکے چاروں طرف لکڑیاں چن دیں اور آگ لگانے کے واسطے تیار ہو گئے یہ دیکھ کر عورت کے دیوتا کوچ کر گئے، اس نے سوچا۔ اب میرا آشنا بھی جل جاویگا لہٰذا ایک ہمراز کو اس کے باپ کے پاس بھیجا اور تمام حالات سے مطلع کیا۔ اس کا باپ اسی وقت اشرفیوں

کی کھیلیا لے کر آ پہونچا، اور ملا صاحب سے کہنے لگا آپ اس کوٹھی کی قیمت ایک ہزار روپیہ مجھ سے لے لیں۔

ملا صاحب نے کہا میں نے یہ کوٹھی فروخت کرنیکے لئے نہیں لی ہے عورت کے آشنا کا باپ مجبور ہو کر کہنے لگا کہ جناب آپ پانچ ہزار روپے لے لیجئے،

تب تک تماشہ دیکھنے کی غرض سے اڑوس پڑوس کے بہت سے آدمی اکٹھے ہو گئے تھے، انہوں نے ملا صاحب کو سمجھایا کہ آپ ضد کیوں کرتے ہیں، یہ سودا ہرگز ہرگز مہنگا نہیں ہے سب کے کہنے سے ملا صاحب راضی ہو گئے، پانچ ہزار روپیہ لے کر ملا صاحب نے کہا۔ خیر آپ لوگوں کے کہنے سے مان لیتا ہوں مگر میں ثابت ہرگز نہ دوں گا، یہ کہہ کر انہوں نے کوٹھی میں ایک لاٹھی اس زور سے ماری کہ وہ ٹوٹ گئی، اور اس کے اندر سے ایک آدمی نکلا، سب لوگ اسے دیکھ کر حیران ہوئے۔

شہنشاہ نے ملا صاحب کو بہت سا انعام دیا اور کوتوال کو حکم دیا کہ بے حیا عورت اور اس کے آشنا کو کل کچہری میں پیش کرے تاکہ انہیں مناسب سزا دی جائے۔

۸۸

تین موتیاں

ایک دن شہنشاہ اکبر دربار عام میں رونق افروز تھے اسوقت

پیتل کی تین مورتیاں لے کر ایک کاریگر وہاں آیا، مورتیوں کا روپ بالکل ایک جیسا تھا شہنشاہ نے راجہ بیربل سے کہا بیربل دیکھ ان مورتیوں میں سے کون سی اچھی ہے، بیربل نے ایک تنکا لیا اور ایک مورتی کے کان میں ڈالا، تو وہ دوسرے کان سے نکل گیا،

بیربل بولے یہ مورتی اچھی نہیں ہے یہ ایک کان سے سنکر دوسرے سے نکال دیتی ہے۔

پھر انہوں نے دوسری مورتی کے کان میں تنکا ڈالا، تو وہ منہ کے راستے نکل گیا، فرمایا، جہاں پناہ یہ مورتی بھی اچھی نہیں جو کچھ سنتی ہے کہہ دیتی ہے۔

پھر انہوں نے تیسری مورتی کے کانوں میں تنکا ڈالا تو وہ اس کے پیٹ کے اندر چلا گیا کہنے لگا حضور یہ مورتی سب سے اچھی ہے جو کچھ سنتی ہے کسی سے کہتی نہیں۔

یہ سنکر بادشاہ بہت خوش ہوئے اور راجہ بیربل کو انعام دیا اور کاریگر کو مورتیوں کی منہ مانگی قیمت دی اور انعام بھی دیا۔

۸۹

سات مرغیاں ایک مرغ

ایک دن شہنشاہ اکبر اور ملا دو پیازہ میں صلاح ہوئی کہ بیربل کو شرمندہ کرنا چاہیئے، فیصلہ یہ ہوا کہ باغ روح افزا میں جو حوض ہو اس میں مرغی کے سات انڈے رکھ دیں اور درباریوں میں سے ہر ایک

کو شہنشاہ فرمادیں حسب الحکم ہر شخص انڈا لاکر حاضر کرے آٹھویں بار راجہ بیربل کو حکم ہوا، کہ وہ بھی حوض میں انڈا لاکر حاضر کرے، جب نہ ملے گا، تو شرمندہ ہوں گے، الغرض ایک دن شہنشاہ مع اراکین، باغ روح افزا میں تشریف لے گئے، پہلے ادھر ادھر کی سیر کی گپ شپ لڑتی رہی، ازاں بعد شہنشاہ نے ملا دو پیازہ سے کہا کہ صاحب حوض کے اندر سے انڈا لاؤ۔

ملا دو پیازہ حسب الحکم اس حوض کے اندر گئے اور انڈا پانی کے اندر سے لاکر شہنشاہ کی نذر کیا، اسی طرح چھ اور درباریوں سے کہا وہ بھی اپنی باری سے ایک ایک انڈا لائے اور آٹھویں دفعہ راجہ بیربل بھی حوض میں انڈا تلاش کرنے لگے پر وہ کہیں نہ ملا تب راجہ بیربل اپنے دل میں گھبرائے اور سمجھے کہ یہ بات ہمارے شرمندہ کرنے کے لئے کی ہے پھر وہ پانی کے اندر سے سر نکال کر کہنے لگے، ککڑوں کوں۔ شہنشاہ نے فرمایا بیربل انڈا لاؤ۔

راجہ صاحب بولے حضور سے بھی کہیں انڈا ملتا ہے ہیں یہ ان ساتوں مرغیوں میں ایک مرغ ہوں یہ سنکر درباری نہایت شرمندہ ہوئے اور شہنشاہ بہت خوش ہوئے، اور بہت انعام مرحمت فرمایا۔

۹۰
جسوقت کسی نالائق سے سابقہ پڑجائے تو کیا کرنا چاہیئے

ایک روز کا ذکر ہے کہ شہنشاہ اکبر نے دربار عام میں سب حاضرین

کے سامنے بیربل سے دریافت فرمایا بیربل جس وقت کسی نالائق شخص سے سابقہ پڑے تو کیا کرنا چاہیئے۔

بیربل نے جواب دیا سرکار! آپ کے اس سوال کا جواب کل عرض کروں گا، جب دربار برخاست ہوا تو بیربل اپنے مکان پر آیا، اور ایک دیہاتی کو طلب فرمایا، اسکو سمجھایا کہ جب میں دربار میں جاؤں تو میرے ساتھ چلنا، اور جس وقت شہنشاہ مجھ سے کچھ دریافت کریں اس وقت میں تمہاری طرف اشارہ کرکے عرض کروں گا، کہ یہ میرا بھائی ہے، اور کمال ہوشیار اور لائق ہے آپ کے سوال کا معقول جواب دے گا، بس جس وقت شہنشاہ کو تمہاری خاموشی کا سبب بتلاؤں گا، اور تمکو بہت کچھ انعام دلواؤنگا

دوسرے روز بیربل دیہاتی کو ہمراہ لے کر دربار میں پہونچا شہنشاہ نے بیربل کو دیکھ کر فرمایا بیربل میرے کل والے سوال کا جواب لائے

بیربل:۔ آپ کے کل والے سوال کا جواب میرا بھائی دے گا،

تب شہنشاہ نے اس دیہاتی سے دریافت کیا کہ اگر نالائق سے سابقہ پڑے تو کیا کرنا چاہیئے۔

دیہاتی خاموش کھڑا رہا، کچھ جواب نہ دیا۔ ہرچند شہنشاہ نے دریافت کیا۔ مگر صدائے برنخاست آخر شہنشاہ نے بیربل سے کہا:۔

تمہارا بھائی کچھ نہیں بولتا۔ چپ کھڑا ہے۔

بیربل نے عرض کیا، حضور میرا بھائی آپ کے سوال کا جواب تو دے رہا ہے۔ کہ جس وقت نالائق سے سابقہ،

پڑے تو چپ ہو جائے۔

یہ سنکر شہنشاہ نے شرمندہ ہوکر اپنے دل میں خیال کیا کہ آج بیربل نے مجھ کو نالائق ثابت کیا ہے۔

۹۰
موتیوں کا کھیت

ایک دن دربار عام میں شہنشاہ کے روبرو راجہ بیربل بیربل کی ہوا آواز سے صادر ہوئی اور اس کی خبر حاضرین کے کان تک پہنچ گئی، شہنشاہ اس حرکت سے کمال ناراض ہوئے راجہ بیربل کو سب درباریوں کے سامنے شرمندہ کیا اور اس کے مشورے سے شہر بدر کر دیا، چلتے وقت راجہ بیربل نے اس اشخاص سے جو اس معاملے میں درپے تخریب تھے یہ کہا اگر میرے دم میں دم ہے تو تمہارے مکانات پر گدھوں کے ہل چلوا دوں گا، اس کے بعد راجہ بیربل ایک گاؤں میں آکر رہائش پذیر ہوئے۔ اور وہاں رہتے ہوئے ایک مدت گزر گئی، ایک دن شہنشاہ جب شکار کھیل کر واپس تشریف لا رہے تھے اس گاؤں کے پاس سے گزرے، تو راجہ بیربل کو ایک کھیت کے کنارے کھڑے دیکھا، ان کی محبت نے شہنشاہ کے دل میں اثر کیا، گھوڑے سے اتر کر انہیں گلے لگایا۔ اپنے ہمراہ لے آئے خلعت سے سرفراز فرمایا عہدہ وزارت پر متمکن فرمایا، بیربل تو کتنی مدت گاؤں میں مقیم رہا۔ وہاں پر تو نے کونسا ہنر سیکھا —

راجہ بیربل نے جواب دیا جہاں پناہ میں نے موتیوں کا کھیت بونا سیکھا ہے۔

شہنشاہ نے کہا، بیربل موتیوں کا کھیت ہمیں بھی بو کر دکھاؤ،

راجہ بیربل نے کہا حضور پہلے تو اس زمین کا انتخاب کرتا ہوں جہاں پر کہ موتیوں کا کھیت بویا جا سکتا ہے اس کے بعد جہاں پناہ وہ زمین آپ مجھے مرحمت فرمائیگا۔

دو چار دن کے بعد شہنشاہ نے بیربل سے دریافت فرمایا بیربل وہ زمین دیکھی جہاں پر کہ..... پیدا ہوں گے راجہ بیربل جواب دیا کہ جہاں پناہ وہ زمین جہاں پر کہ سرکاری اہلکار کے رہائشی مکانات ہیں موتیوں کو بونے کے لئے نہایت موزوں ہو مستدعی ہوں کہ وہ مکانات گرا دیئے، جانے کا حکم صادر فرما دیا جائے جب مکان گرا دیئے جا چکے تو شہنشاہ نے راجہ بیربل کو حکم دیا کہ وہ جلد از جلد موتی پیدا کر کے لا دے۔"

راجہ بیربل نے دو ہفتہ کی مہلت مانگی اور ان کی یہ خواہش بھی شہنشاہ نے بخوشی منظور کر لی، راجہ بیربل کے پہلے کسانوں سے ہل چلوا کر زمین کو ہموار کرایا۔ پھر مالیوں کو طلب فرمایا۔ اور حکم دیا کہ پہلے اس زمین میں گھاس بو دو اور پھر جا بجا اروی کے پتے دکھا دو، مالیوں نے ایسا ہی کیا تب راجہ بیربل شہنشاہ کے پاس آئے کہا حضور موتیوں کا کھیت تیار ہے، آنجناب چل کر ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

شہنشاہ نے کہا، کل صبح چل کر تمہارا کھیت دیکھیں گے۔"

دوسرے روز صبح شہنشاہ راجہ بیربل کے ساتھ کھیت دیکھنے کے لئے پہونچے، اس وقت شبنم گھاس اور اروی کے پتوں پر مانند موتیوں کے معلوم ہو رہی تھی۔

شہنشاہ یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور انہوں نے راجہ بیربل سے استفسار کیا کہ موتی ابھی کچے ہیں، یا پک چکے ہیں۔

راجہ بیربل نے جواب دیا جہاں پناہ موتی تو پک چکے ہیں، لیکن ان موتیوں کو وہی شخص توڑے گا جس نے کبھی گوز نہ مارا ہو۔ جو جو گوز مارتا ہے اس کا ہاتھ لگتے ہی تمام موتی پانی پانی ہو جاتے ہیں

یہ بات سنکر شہنشاہ بہت حیران ہوئے اور انہوں نے فرمایا کہ دنیا میں بھلا ایسا کون شخص ہے کہ جس نے کبھی گوز نہ مارا ہو۔"

راجہ بیربل بولے حضور ان درباریوں سے دریافت کر لیجئے شاید ان میں سے کوئی شخص ایسا ہو جس نے کبھی گوز.... نہ مارا ہو۔

شہنشاہ نے ہر اہلکار سے دریافت فرمایا، مگر کسی کو بھی ثابت قدم نہ پایا، تب انہیں راجہ بیربل کا وہ عہد یاد آیا جو کہ انہوں نے شہر بدر ہوتے ہوئے کہا تھا، وہ سمجھ گئے کہ بیربل نے نہایت صفائی کے ساتھ ان لوگوں سے اپنا بدلہ لے لیا ہے انہوں نے خوش ہو کر بے انتہا انعام مرحمت فرمایا۔"

اہل ہمت کی پہچان!

ایک روز شہنشاہ اکبر نے راجہ بیربل سے دریافت فرمایا کہ بیربل اہل ہمت کی کیا پہچان ہے۔

راجہ بیربل نے جواب دیا، جہاں پناہ اہل ہمت کی شناخت یہ ہے کہ اپنے قوت بازو سے روزی پیدا کرے اور اہل وعیال وغیرہ کو کھلائے اور دوسروں کے ہاتھوں کی طرف ہرگز نہ دیکھے یعنی کسی کا محتاج نہ ہو اور پست ہمت کی دلیل یہ ہے کہ مال مفت پر نظر رکھے، محنت ومشقت سے بھاگے زہد و ریاضت سے کانپے بھوکا مرے اور محنت نہ کرے

شہنشاہ نے فرمایا اس کی تصدیق کیونکر ہو سکتی ہے۔ راجہ بیربل نے جواب دیا حضور موقعہ آنے دیجیئے پھر دکھا دوں گا،

اگلے روز راجہ بیربل نے شاہی لشکر لگوا دیا، تمام شہر کی رعایا غول در غول جمع ہوئی امیر اور فقیر سب خوان شاہی پر مہمان تھے ایک روز شہنشاہ اور راجہ بیربل شہر سے باہر جنگل کیطرف جا رہے تھے۔ راستہ میں ایک بوڑھے کو دیکھا کہ گھاس کھود رہا تھا راجہ بیربل نے کہا اے بڈھے افسوس ہے کہ تو اس قدر محنت ومشقت کر رہا ہے، آج ایک ہفتہ سے لنگر شاہی جاری ہے اور تمام رعایا امیر و غریب اس کے خوان کرم سے سیر ہو رہی ہیں۔ کیا تیرے واسطے نہیں ہے۔

یہ سنکر بوڑھے نے جواب دیا حضور جب تک مجھے اپنی قوت بازو سے روٹی ملتی ہے اسے نعمت خوان شاہی سے ہزار درجہ اعلیٰ و برتر سمجھتا ہوں۔"

یہ سنکر راجہ بیربل نے شہنشاہ اکبر سے کہا میں نے اپنی عمر بھر میں یہی ایک اہل ہمت دیکھا ہے :
اس کے بعد شہنشاہ و راجہ بیربل راجدھانی کو واپس آگئے اور لنگر بند کرا دیا گیا کیونکہ راجہ بیربل نے ان کے سوال کا جواب دے دیا تھا۔

۹۲

سب سے بڑا بیوقوف!

ایک دن شہنشاہ اکبر کے پاس ایک سوداگر عمدہ گھوڑے لیکر آیا شہنشاہ کو گھوڑے پسند آئے اور انہوں نے خرید لئے بلکہ اس سے یہ بھی کہا کہ ان کے ساتھ کے اور گھوڑے بھی لاؤ سوداگر نے حضور سے درخواست کی کہ مجھے ایک لاکھ روپیہ شاہی خزانہ سے پیشگی دلوا دیا جائے شہنشاہ نے شاہی خزانچی کو حکم دیا کہ اس سوداگر کو ایک لاکھ روپیہ دے دیا جائے، روپیہ لے کر سوداگر وہاں سے چلا گیا

ایک دن شہنشاہ نے راجہ بیربل سے کہا کہ ہمارے ملک میں سب سے بڑا بیوقوف کون ہے ایک فہرست سب بیوقوفوں کی تیار کرو راجہ بیربل نے فہرست تیار کی اور سب سے پہلے نام شہنشاہ اکبر کا لکھا۔ جب شہنشاہ نے اس کا مطلب دریافت کیا راجہ بیربل نے کہا حضور نے بے سوچے سمجھے اس سوداگر اصیال کو ایک لاکھ روپیہ دلوا دیا گیا، وہ اب آپ کو اپنی صورت دکھائے گا۔

شہنشاہ نے کہا ٹھیک ہے لیکن اگر گھوڑا سے آیا۔؟
راجہ بیربل نے جواب دیا تب حضور کا نام کاٹ کر اس کا لکھ دونگا۔
اس جواب کو سنکر شہنشاہ چپ ہو رہے اور کچھ نہ کہا۔

۹۳

فتح ہمارے ساتھ ہے

شہنشاہ اکبر کو کوئی مہم پیش آئی۔ راجہ بیربل سے کہا اس کا نتیجہ کیا ہوگا، راجہ بیربل نے کہا جس وقت حضور میدان جنگ میں تشریف لے جاویں گے اس وقت عرض کروں گا۔
شہنشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر چلے اور فریق ثانی بسواری فیل روبرو آیا، اس وقت بیربل نے عرض کیا جہاں پناہ فتح مشامل حال ہے۔ شہنشاہ نے کہا کیونکر معلوم ہوا؟
بیربل نے جواب دیا ہاتھی منحوس ہے اسر پر خاک ڈالتا ہے اور گھوڑا غازی مرد ہے، یعنی مرد میدان ہے القصہ اس روز حریف نے پشت دکھائی۔

۹۴

دودھ کا دودھ پانی کا پانی، بیربل کا انصاف

شہنشاہ اکبر کے عہد میں ایک سوداگر کشتی میں مال لاد کر بنگال سے پنجاب کی طرف روانہ ہوا۔ اس کا خیال راستہ میں بھی کچھ خرید نہ

فروخت کرنے کا تھا اس نے سنا تھا کہ راستے میں دہلی میں بڑے بڑے تاجر رہتے ہیں یہ خیال کر کے اس نے دہلی کا رخ کیا اور یہاں بھی کچھ مال فروخت کرنے کا فیصلہ کیا اتنے میں کشتی کے مالک کی نیت میں کچھ فتور آگیا اور اس نے اپنے تمام عملہ کو سکھا دیا کہ اگر کوئی تم لوگوں سے دریافت کرے کہ یہ مال کس کا ہے تو کہنا میرا (مالک کشتی کا) ہے اس کے بعد دہلی کے نزدیک اگر اس نے سوداگر کو زبردستی کشتی سے اتار دیا وہ فریادی بنکر اکبر کے دربار میں پہونچا۔ شہنشاہ نے مالک کشتی کو بھی طلب فرمایا دونوں سے دریافت کیا تو دونوں نے یہی کہا کہ یہ مال میرا ہے، مالک کشتی نے اپنے ملازمین کو بھی دربار میں پیش کیا، جنہوں نے شہادت دی کہ مال واقعی میں مالک کشتی کا ہے معاملہ بے حد پیچیدہ ہے اور یہ گتھی بجائے سلجھنے کے اور بھی الجھتی جا رہی تھی، لہٰذا بادشاہ یہ مقدمہ راجہ بیربل کے حوالے کر دیا۔ راجہ بیربل نے دونوں سے دریافت کیا کہ مال کیا ہے۔ اس میں کونسی کونسی چیز ہے، راجہ صاحب کا سوال سنکر مالک کشتی تو انا پ شناپ بکنے لگا، اور سوداگر نے تمام مال کی تفصیل زبانی ہی سنا دی۔ راجہ بیربل نے دونوں کو کل آنے کے لئے۔ کہا، دونوں چلے گئے، ان کے جانے کے بعد راجہ بیربل ایک سوداگر کے پاس گئے، اور کہا مجھے کچھ مال خریدنا ہے۔ آپ میرے ساتھ چلئے، میں آپ کے ساتھ آپ کے منیم کی حیثیت سے چلوں گا، چنانچہ دونوں مالک کشتی کے پاس گئے، اور کہا رار کی حالت مندی بتا کر مال کا سودا کیا کہ بے حد مندا ہے۔ ہم

ایک ہزار روپے سے زیادہ تمام مال کی قیمت نہ دے سکیں گے۔ اس سے زیادہ مانگنے گا تو ایک کوڑی بھی نہ ملے گی مالک کشتی نے سوچا کہ ایک ہزار روپیہ بھی مفت مل رہا ہے یہ ہی غنیمت ہے جلدی جلدی مال فروخت کر کے اپنے گھر کو واپس چلتے ہیں۔ اس نے راجہ بیربل کی پیش کش منظور کر لی۔ سوداگر اور ہنیم وراجہ بیربل) روپے لینے کے بہانے گھر واپس چلے آئے، دوسرے دن بیربل مال کے اصلی مالک اور مالک کشتی کو پھر بلا بھیجا، لیکن اپنا بھیس ہنیم جیسا ہی رہنے دیا، ہنیم کو وزیر کی کرسی پر بیٹھا، دیکھ کر مالک کشتی کے تو دیدتا کوچ کر گئے، مگر اب کیا ہو سکتا ہے، راجہ بیربل نے مالک کشتی سے دریافت کیا۔ سچ سچ بتاؤ، مال کس کا ہے اگر جھوٹ بولنے کی کوشش کی تو فوراً ہی پھانسی پر لٹکا دوں گا،

اب تو مالک کشتی کے رہے سہے اوسان خطا ہو گئے موت سر پر کھڑا دیکھ کر کانپ اٹھا، سچی بات اپنے آپ منہ پر آگئی، راجہ بیربل نے سوداگر کو اس کا مال دلوایا، اور مالک کشتی کو تنبیہہ کر کے چھوڑ دیا۔

۹۵

ایک دن لوہے کا کام کرنے والے کاریگر کو شہنشاہ اکبر نے ایک بکتر بنانے کا حکم دیا، کاریگر بکتر بنا کر شہنشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا، شہنشاہ اس بکتر کی خوبصورتی نیز اس کے بنانے کا طریقہ دیکھ کر بعد محظوظ ہوئے اور اس کی مضبوطی کا امتحان کرنے کی،

غرض سے اس کو ایک لڑکی کے پتلے کو پہنانے کا حکم دیا اور خود اس کی آزمائش کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے، تلوار کا وار کیا بکتر کٹ گیا، شہنشاہ بولے بھئی واہ مستری تمہارا تیار کردہ بکتر تو خوبصورت بہت تھا، مگر افسوس کہ مضبوط نہ تھا، ہمیں تو مضبوط بکتر درکار ہے اب کی ایسا بکتر تیار کر کے لاؤ جو کہ تلوار سے نہ کٹ سکے لیکن اگر وہ تلوار سے کٹ گیا تو پھر اسی تلوار سے تمہاری گردن بھی کاٹ دی جائے گی۔

یہ حکم کہہ کر بیچارہ کاریگر گھر پہونچا، چہرے پر ہوائیاں اڑ رہی تھیں، اور پیر لڑکھڑا رہے تھے، بیوی نے یہ حال دیکھا تو استفسار کیا کہ معاملہ کیا ہے، کاریگر نے اسے سارا قصہ سنایا اور کہا اب جان بخشی مشکل نظر آتی ہے،

کاریگر کی بیوی ہوشیار تھی، کہنے لگی اچھے مرد ہو۔ ذرا سی بات سے گھبرا گئے، عاقل وہی ہے، جو مصیبت کے وقت اپنے دماغ سے کام لے نہ کہ گھبرا جائے۔

کاریگر:۔ لیکن مجھے کوئی راستہ دکھائی نہیں دیتا کہ کیا کروں اور کیا نہ کروں۔

بیوی:۔ تم راجہ بیربل کے ہاں جاؤ۔ اگر تمہارے سر پر آئی آفت ٹل نہ جائے تو میرا ذمہ، سارا قصہ انہیں سنانا اور ان سے اپنے بچاؤ کی تدبیر دریافت کرنا۔

کاریگر کو بیوی کی بات پسند آئی۔ اور وہ سیدھا راجہ بیربل کے مکان پر پہونچا۔ سارا قصہ ان کے گوش گذار کیا۔

راجہ بیربل اس کی بات سنکر بولے دیکھو میاں کاریگر گھبرانے سے بھی کبھی کام چلا ہے، تم ایسا کرو کہ بالکل ایسی ایک بکتر بنا دو، اور شہنشاہ کے پاس لے جاؤ، جب شہنشاہ امتحان کے لئے کہے تو کہنا کہ حضور امتحان لینے کو بکتر پہنا کے نہ لیا جائے بلکہ مجھے پہنا کر لیا جائے، شہنشاہ نے یہ بات منظور کر لیں گے تم بکتر پہن لینا جب کوئی سپاہی تم پر وار کرنا چاہے تو تم ایسی آواز نکالنا کہ جس سے وہ ڈر جائے اور تم پر وار نہ کر سکے۔ جب شہنشاہ اس کا سبب دریافت کریں، تو کہنا حضور بکتر پتلا نہیں بلکہ کوئی سپاہی پہنے گا جس کے جسم میں جان بھی ہوگی اور طاقت بھی اور جو دشمن کے وار کو روکے گا بھی جس سے کہ بکتر نہ کٹے،

راجہ بیربل کی یہ تدبیر مستری کو پسند آئی اور وہ خوش ہو کر اپنے مکان کو چلا گیا، گھر پہونچا۔ تو بیوی نے استفسار کیا اس نے اسے سارا حال سنا دیا۔

دو ہفتہ کے بعد کاریگر ایک نیا بکتر لے کر بادشاہ کے دربار میں پہونچا اور بالکل راجہ بیربل کے کہنے کے مطابق عمل کیا۔

شہنشاہ نے ساری بات سنکر کہا کاریگر جو کچھ تم کہہ رہے ہو ٹھیک ہے مگر ہمیں یہ بتاؤ کہ تمہیں یہ ترکیب کس نے بتائی ہے

کاریگر:۔

کاریگر نے بادشاہ کو سارا قصہ کہہ سنایا راجہ بیربل کی ہوشیاری سے شہنشاہ اور اہالیان دربار بہت خوش ہوئے اور شہنشاہ نے کاریگر کو انعام سے مالامال کر دیا۔

آنکھ دیکھی بات بھی جھوٹی ہو سکتی ہے

ایک دن راجہ بیربل اور شہنشاہ اکبر آپس میں باتیں کر رہے تھے، شہنشاہ نے دریافت کیا، آنکھ دیکھی بات بھی کبھی جھوٹی ہو سکتی ہے۔

راجہ بیربل نے جواب دیا، ہاں سرکار ہو سکتی ہے شہنشاہ نے کہا اس کا ثبوت ہو تو دو۔

راجہ بیربل نے کہا اس کے لئے مہلت دیجئے شہنشاہ نے مہلت دیدی۔

ایک دن راجہ بیربل کو اس بات کا ثبوت دینے کے لئے ایک تدبیر سوجھی وہ زنان خانہ میں چلے گئے اور وہاں جاکر شہنشاہ کے پلنگ پر لیٹ گئے، بیگم کمرے میں آئیں اور بادشاہ کو لیٹے دیکھ کر خود بھی اسی پلنگ پر لیٹ گئیں، اور شہنشاہ جب دربار سے واپس آئے اور سونے کے کمرے میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ بیگم کسی دوسرے مرد کے ساتھ لیٹی سو رہی ہے شہنشاہ کے غصہ کی انتہا نہ رہی۔ اور انہوں نے یہ بھی دیکھا کہ دوسرا آدمی بیربل ہی ہے، شہنشاہ اکبر بیربل کو بے انتہا چاہتے تھے، اور ان پر بھروسہ بھی پورا پورا رکھتے تھے، بارہا ان کا امتحان بھی کر چکے تھے، اور ان کے اوصاف حمیدہ کے بھی مداح تھے لہذا انہوں نے راجہ بیربل کو جگایا، اور اس طرح سونے کی وجہ

پوچھی، راجہ بیربل نے بے کھٹکے جواب دیا، جہاں پناہ آنکھ دیکھی
بات کے جھوٹے ہونے کا ثبوت دینے کے لئے میں نے ایسا کیا ہے
کیا اب تک آپ کی سمجھ میں نہیں آیا، شہنشاہ نے نفی میں سر ہلایا، راجہ
بیربل نے بیگم کو جگایا، راجہ بیربل نے بیگم کو جگایا بیگم اٹھیں اور آنکھیں
ملتے ہوئے جگانے کی وجہ دریافت کی۔ لیکن ساتھی شہنشاہ کے ساتھ
بیربل کو خوابگاہ میں دیکھ کر سہم گئیں، راجہ بیربل نے ان سے دریافت
کیا آپ کے ساتھ سونے والا آدمی کون تھا۔

بیگم نے جواب دیا میرے شوہر کے سوا اور کون ہو سکتا ہے راجہ
بیربل۔ کیا آپ یقین کے ساتھ کہہ سکتی ہیں۔

راجہ بیربل کی بات سنکر بیگم غصہ سے بولی تم کیا بکواس کر رہے
ہو، دنیا میں کس کی مجال ہے، کہ بادشاہ کے پلنگ پر آکر لیٹنے
کی کوشش کرے، بیگم کا غصہ بڑھتے دیکھ کر شہنشاہ نے
نرمی کے ساتھ اس کا غصہ ٹھنڈا کیا، اور دریافت فرمایا۔ جب
تم پلنگ پر آکر لیٹیں، تو کیا تم نے دیکھا تھا کہ میں ہی پلنگ پر سو رہا ہوں

بیگم نے کہا میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ایسی باتیں آپ کیوں
پوچھ رہے ہیں جب میں یہاں سونے کے لئے آئی تو میں نے دیکھا
کہ پلنگ پر کوئی سو رہا ہے، میں نے اندازہ کیا۔ کہ حضور ہی سو
رہے ہوں گے، میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اور میں بھی
لیٹ گئی، بیگم کی بات ختم ہوتے ہی راجہ بیربل نے شہنشاہ کو
دوسرے کمرے میں چلنے کا اشارہ کیا اور بیگم سے سونے کے لئے
کہا، بیگم کی تو مارے نیند کے آنکھیں بوجھل ہو رہی تھیں، وہ لیٹتے ہی سو گئیں

شہنشاہ اور راجہ بیربل جب دوسرے کمرے میں آئے تو راجہ بیربل نے کہا، جہاں پناہ دیکھا آپ نے اس طرح آنکھوں دیکھی بات بھی جھوٹی ہو جاتی ہے، شہنشاہ نے راجہ کی بات مان لی۔

٩٧

دلّی میں کتنے کوّے ہیں!

ایک دن شہنشاہ اکبر نے درباریوں سے پوچھا کہ دلی میں کتنے کوے ہیں، اس کا جواب کوئی نہ دے سکا کیونکہ کسی کو ایسے سوال کی امید نہ تھی اور نہ ہی کسی نے دلی کے کوؤں کو شمار ہی کرایا، تھا، راجہ بیربل بھی اسی وقت آموجود ہوئے شہنشاہ نے ان سے بھی سوال کیا۔ بتاؤ دلی میں کتنے کوے ہیں۔

بیربل نے جواب دیا حضور دلی میں کوؤں کی تعداد دس ہزار سات سو ہے۔

شہنشاہ نے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے پہلے ہی سے گنتی کروا رکھی ہے راجہ بیربل نے جواب دیا کہ ہاں جہاں پناہ میں نے گذشتہ سال ان کوؤں کی گنتی کروائی تھی، جو دس ہزار سات سو تھی شہنشاہ نے جواب دیا کہ اسکا ثبوت دو، شہنشاہ کی بات سنکر راجہ بیربل نے کہا، اگر آپ کو میری بات کا یقین نہیں ہے تو خود شمار کروالیں۔

شہنشاہ نے کہا ہم کوؤں کی گنتی کروانا چاہتے ہیں لیکن اگر تمہاری بتائی ہوئی تعداد درست [illegible] نہ ہوئی تو [illegible] دینے ہونگے یہ سزا دی جائیگی گنتی کروانے پر جو رقم خرچ ہوگی۔ وہ اور اس کے ساتھ ہی دس ہزار

روپیہ بطور جرمانہ ادا کرنا ہوگا
راجہ بیربل نے جواب دیا مجھے منظور ہے لیکن میں نے جو گنتی بتائی ہے اس میں کمی بیشی ہونا قدرتی امر ہے کیونکہ جو کوے اپنے رشتہ داروں کے ہاں دلی سے باہر چلے گئے ہیں، ان کی تعداد تو لازمی طور پر گھٹے گی، اور جو ان ایام میں باہر سے آکر دلی کے کوؤں کے ہاں بطور مہمان کے مقیم تھے ان کی تعداد بڑھے گی، اور اس کے ساتھ ہی مجھے گنتی کرائے ہوئے آج ایک سال ہو چکا ہے اس دوران میں کئی بڈھے کوے تو مر چکے ہوں گے اور کئی نئے پیدا ہو چکے ہوں گے۔

راجہ بیربل کے جواب سے شہنشاہ اکبر سمجھ گئے۔ راجہ بیربل ایسا آدمی نہیں ہے جس کو کہ میں باتوں سے ہرا سکوں۔ اس نے اپنے بچاؤ کا راستہ پہلے ہی نکال لیا ہوگا، یہ سوچکر شہنشاہ اکبر خاموش ہو گئے۔

۹۸

پیر کس کا اچھا ہے میرا یا بیگم کا!

ایک دن شہنشاہ اکبر شاہی باغ میں جھولا جھول رہے تھے ان کے پیر دوسرے کی ایڑی پر رکھے ہوئے تھے شہنشاہ نے پوچھا بیگم بتاؤ تمہارے پیر اچھے ہیں یا ہمارے۔

بیگم نے کہا۔ میرے پاؤں اچھے ہیں۔

شہنشاہ نے کہا میرے پاؤں اچھے ہیں۔

غرض نوبت یہانتک پہونچی، کہ اس بات کا فیصلہ کس سے کرایا جائے کئی باندیاں وہاں پر جمع ہو گئیں، ان سے پوچھا گیا کہ پیر کس کے اچھے ہیں باندیاں نہایت پریشان تھیں کہ پاؤں کس کا اچھا بتائیں ابھی دوران وہاں بیربل آ گئے، شہنشاہ اور بیگم دونوں نے ان سے دریافت کیا، کہ پاؤں کس کے اچھے ہیں راجہ بیربل لگے سوچنے تھوڑی دیر تک خاموش رہے اس کے بعد انہوں نے کہا۔ بیگم صاحبہ کے پاؤں خوبصورت ہیں اس حد تک نہیں لیکن پھر بھی جہاں پناہ کے پاؤں خوبصورت کہے جا سکتے ہیں چونکہ اگر جہاں پناہ کے پاؤں نہ ہوتے تو بیگم صاحب کے پاؤں کیسے آتے شہنشاہ سمجھ گئے، کہ بیگم، دو مجھے خاموش کرنے کے لئے اس نے اچھا طریقہ نکالا، انہوں نے خوش ہو کر سو جوڑے انعام دیئے اور ساتھ ہی اسے کھڑا رہنے کا اشارہ کیا۔

راجہ بیربل نے کہا جہاں پناہ! آپ کے منہ پر سو جوڑے دینا تو کر دیا، لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس کے دینے کی نیت نہیں ہے دینا ہوتا تو حکم پاتے ہی دینے کی کاروائی کرتا۔

شہنشاہ کو یہ سنکر بہت غصہ آیا اور بولے بیربل زبان سنبھال کر نہیں بولتے،

راجہ بیربل نے کہا حضور میں نے ایسی کونسی بے ادبی کی ہے شہنشاہ نے کہا، تم میرے منہ میں جوتے دینے کیلئے کہہ رہے ہو۔ پھر پوچھتے بھی ہو کہ کونسی بے ادبی کی ہے۔

راجہ بیربل نے کہا، آپ نے مجھے کیسے جوڑے دینے کے لئے کہا تھا۔

شہنشاہ نے کہا میرا مطلب تو یہ تھا کہ نوکر سو جوڑے کپڑے کے لاکر بیربل کو دیدے پھر ہم نے جوتے کا مطلب کس طرح سمجھا، راجہ بیربل بولے جہاں پناہ جوتوں وغیرہ کا مطلب تو آپ نے ہی لگایا آپ نے میرے لئے نوکر سے جوڑے دینے کیلئے کہا اور میں نے نوکر سے دینے کی منظوری آپ سے بنالی آپ کے منہ پر دینے کا مطلب یہ تھا، کہ آپ کے سامنے نہ کہ آپ کے چہرے پر، شہنشاہ نے چپ رہنا اپنے لئے اور مناسب خیال کیا۔"

۹۹

راجہ بیربل اور ایک قاضی

ایک دن بیربل اور دہلی کے ایک قاضی میں مذہبی بحث ہوئی، بیربل نے قاضی صاحب کو بری طرح شکست دی اس بلاغزلی کا بدلہ قاضی صاحب نے راجہ بیربل سے لینے کی ٹھانی چنانچہ قاضی صاحب نے دہلی چھوڑ دی اور کسی طرح دوسرے شہر میں جاکر بہروپ بھرنے کا ہنر سیکھنے لگے۔ جب اس کام میں بہت ہوشیار ہو گئے تو پھر تشریف لائے اور مختلف قسم کے بہروپ بھر بھر، اور اہالیان دہلی کو دکھا دکھا کر چاروں طرف اپنی شہرت کا سکہ جما لیا ڈرتے ڈراتے یہ خبر شہنشاہ اکبر تک بھی پہونچی، شہر میں ایک بڑا بھاری بہروپیا آیا ہے، شہنشاہ نے اس کا ہنر دیکھنے کی خواہش کی ایک نوکر دوڑا ہوا گیا اور بہروپیا کو بلا کر بادشاہ نے اسے کوئی نیا بہروپ بھرنے کا حکم دیا، اس نے جواب دیا، جہاں پناہ میں شیر کی شکل

بڑی اچھی بنا سکتا ہوں لیکن اس میں زخمی ہونے کا اندیشہ رہتا ہے مجھے ایک خون کی معافی ملنی چاہیئے شہنشاہ نے بغیر سوچے منظوری دیدی، بہروپئے نے یہ بھی کہا کہ دیکھنے والوں میں بیربل کا ہونا بھی ضروری ہے، ابھی بیربل بھی شہنشاہ کے پاس ہی تشریف فرما تھے بہروپئے کی باتوں سے انہیں شک ہو گیا کیونکہ پہلے تو ایک خون کی معافی کی اجازت سے لی تھی، اور پھر کہنا کہ راجہ بیربل کا کہنا بھی بہت ضروری پایا گیا ہے، وہ سوچ رہے تھے کہ اس میں کیا راز ہے، راجہ بیربل بڑے حوصلہ مند و بہادر تھے وقت پڑنے پر ذرا بھی نہ گھبراتے تھے، دشمنوں سے لوہا منواتے ان کی زندگی گذر گئی تھی، انہوں نے پہلے ہی زرہ بکتر کا انتظام کر لیا، دوسرے دن دربار عام منعقد کیا گیا، اور وقت مقررہ پر بہروپیا شیر کا روپ بھر کر اچھلتا کودتا لوگوں کو ڈراتا ہوا دربار میں پہنچا شہنشاہ اور دوسرے درباری بہت خوش ہوئے کافی دیر نقلی شیر عجیب و غریب کھیل دکھاتا رہا، اچانک راجہ بیربل کی طرف جھپٹنا چاہتا تھا، وہ ایک ہی وار میں ان کا کام تمام کرے مگر وہ پہلے ہی سے چوکنے تھے انہوں نے اس پر کسی ایسی چیز سے وار کیا کہ تھوڑی دیر بعد وہ سنبھل گیا، جس وقت شیر نے راجہ بیربل پر حملہ کیا تھا تو اہل دربار نے سمجھ لیا تھا کہ آج راجہ صاحب کی خیر نہیں کیونکہ بہروپیا کھیل شروع کرنے سے پہلے ایک خون کی معافی حاصل کر چکا ہے، لیکن راجہ بیربل پر حملہ کرنے میں کچھ نہ کچھ راز ہے،

شہنشاہ کو بھی کچھ اسی قسم کا شک ہو گیا، راجہ بیربل پر

بہروپیئے کے حملے کا کوئی اثر نہیں ہوا ہے، یہ دیکھ کر شہنشاہ اکبر اور تمام درباری بہت خوش ہوئے بہروپیئے کے بناوٹی مگر تیز پنجوں سے راجہ بیربل کے کپڑے تو ضرور پھٹ گئے، مگر بکتر کے سبب وہ زخمی نہ ہو سکتے تھے، شہنشاہ نے راجہ بیربل سے پہلے تیار ہونے کے بارے میں پوچھا اور یہ بھی دریافت کیا کہ کیا وہ پہلے ہی سے اس کے متعلق جانتے تھے، راجہ بیربل نے ساری بات شہنشاہ کے گوش گذار کر دی کہا جب بہروپیئے نے ایک خون کی معافی مانگی اور ساتھ ہی یہ کہا کہ بیربل کا دربار میں ہونا ضروری ہے، تو میں سمجھ گیا۔ کہ دال میں کچھ ضرور کالا ہے، لہذا میں نے اپنی حفاظت کا انتظام پہلے ہی سے کر لیا تھا، شہنشاہ بولے بیربل آج ہمیں تمہاری جان بچنے کی اتنی خوشی ہوئی تھی جتنی کہ ہمیں اپنی تخت نشینی والے دن کی ہوئی تھی، میرا خیال ہے کہ یہ شخص تمہاری جان کا دشمن ہے اور میری خواہش یہ ہے کہ اس کو پھانسی پر چڑھا دوں، لیکن مجھے بدنامی کا ڈر ہے کیا تم کوئی ایسی ترکیب بتا سکتے ہو۔ جس سے کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے، راجہ بیربل نے جواب دیا۔ جہاں پناہ یہ کونسی بڑی بات ہے، اس کا بھی بندوبست ہو جائے گا، شہنشاہ نے پوچھا کس وقت، بیربل نے جواب دیا بس آپ دیکھئے، اس کے بعد راجہ بیربل نے بہروپیئے کی طرف مخاطب ہو کر کہا، تمہارا بہروپ بہت اچھا ہے جہاں پناہ اس سے بہت خوش ہیں اچھا کل تم نے ستی کا بہروپ بنانا ہوگا، اگر اس میں تمہیں کامیابی ہوئی تو تمہیں اچھا انعام دیا جائے گا۔"

شہنشاہ اکبر نے بیچ میں ہی بات کاٹ کر کہا بیربل اسے آج
کے بہروپ کا انعام کیا دیا جائے، راجہ بیربل نے کہا اس کے لئے
اسے ایک سال کے لئے دیوان کا عہدہ دیا جائے لیکن اس عہدہ
کے حاصل کرنے کے لئے ایک شرط ہے وہ یہ کہ اسے ستی کے بہروپ میں
کامیابی حاصل کرنی ہوگی اگر ستی کا بہروپ نہ کامیاب طور پر نہ بھرسکا تو
پھر اسے پھانسی پر چڑھنا ہوگا، دیوان کے عہدہ کا نام سنکر قاضی
صاحب کی باچھیں کھل گئیں، لیکن شرط کا دوسرا حصہ سنکر ان کے دیوتا کوچ
کر گئے مگر کرتا کیا نہ کرتا جانتے تھے کہ راجہ بیربل ایسا دانا شخص اپنی
دانائی سے اپنا بدلہ لے رہا ہے اب اس کے شکنجے سے رہائی پانا مشکل ہے
قاضی صاحب یہ بھی جانتے تھے کہ اول تو ستی کے بہروپ سے ہی جان بخشی
مشکل ہے اور اگر انکار کرتے ہیں تو پھانسی پر چڑھنا ہوگا۔ لہذا
انہوں نے دوسرے دن ستی کے بہروپ بھرنے کا فیصلہ کر لیا، اور راجہ
بیربل دربار کے عین درمیان ایک کنڈ تیار کروایا اور اس میں پتھر
کے کوئلے بھروا دیئے اور پوشیدہ طور پر چلتے ہوئے آگ کی دوا کے لئے
لال کنواں کے حکیم بھی اکٹھے کر لئے دوسرے دن مقررہ وقت پر دربار
عام منعقد ہوا، بیربل کے حکم سے کنڈ میں کوئلے دہکنے لگے اتنے
میں ستی کا بھیس بنائے ہوئے قاضی صاحب پہونچے سرخ سرخ
کوئلوں میں سے زور، زور کے شعلے نکلتے ہوئے دیکھے تو ان کے چہرے
کی سرخی زردی میں تبدیل ہوگئی، خواہش ہوئی کہ بادشاہ کو ساری داستان
سنا دوں مگر دل نے نہ مانا اور تسلی ہونے کے لئے دہکتے کوئلوں کی چتا،
پر جاکر چڑھے قریب ہی تھا کہ بھسم ہو جائے مگر بیربل کے اشارے سے

شاہی ملازمین نے اس کو آگ میں سے نکال لیا اور حکیموں، نے اسی وقت اس کے جسم پر بہترین اور زود اثر ادویہ مل دیں بیربل کی رحمدلی دیکھ کر سب کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی سب نے جھولیاں بھر بھر کر انہیں خراج تحسین ادا کیا۔ سب کہہ رہے تھے، کہ راجہ صاحب انسان نہیں دیوتا ہیں کہ انہوں نے جانی دشمن پر رحم کھا کر اسے بچا لیا،

دس بارہ دن کے بعد قاضی صاحب بالکل تندرست ہو گئے، اور اس واقعہ سے ان کے دل میں بھی راجہ بیربل کے لئے عقیدت پیدا ہو گئی، اور وہ شرمندہ بھی بہت ہوئے اور اسکے ساتھ ہی انہوں نے ایک دن پھر دربار میں حاضر ہو کر اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا، میں وہی قاضی ہوں جس کے ساتھ راجہ صاحب نے مباحثہ کیا تھا، اور جس سے میں ان کا دشمن ہو گیا تھا، اسی وجہ سے ان کی جان لینے کی خاطر میں نے بہروپئے کا بھیس تھا، آج مجھے راجہ صاحب کی بزرگی کا احساس ہو گیا ہے اور اپنی پہلی دشمنی کو بھول گیا ہوں۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے بدسلوک کے لئے راجہ بیربل سے معافی مانگی، راجہ بیربل کا دل تھا، اور انہوں نے ان کو اٹھا کر گلے سے لگا لیا، درباری یہ دیکھ کر حیران رہ گئے، راجہ بیربل اور قاضی صاحب کی تمام رنجش دور ہو گئی، دیکھ کر حیران رہ گئے، راجہ بیربل اور قاضی صاحب کی تمام رنجش دور ہو گئی، یہ دیکھ کر شہنشاہ بہت خوش ہوئے۔

۱۰۰

دولت رہے یا جائے

ایک دن شہنشاہ اکبر نے اپنے ایک ملازم جس کا نام دولت تھا کسی غلطی کی وجہ الگ کر دیا، وہ ملازم راجہ بیربل کی خدمت میں حاضر ہوا، اور انہیں سارا قصہ سنایا۔

راجہ صاحب نے کہا تم کل پھر محل میں جانا اور کہنا کہ دولت ڈیوڑھی پر حاضر ہے، حکم ہو تو رہے ورنہ جائے۔

ملازم نے راجہ کی ہدایت کے مطابق ہی عمل کیا شہنشاہ نے ملازم کو بلایا اور آہستہ سے کہا، دولت میرے یہاں ہمیشہ قائم رہے درباری شہنشاہ اور ملازم کی بات سنکر ہنسنے لگے اور اس طرح سے وہ ملازم ملازمت سے الگ ہونے سے بچ گیا۔

۱۰۱

گنج کی پکار!

ایک دن شہنشاہ اکبر نے راجہ بیربل سے کہا تمہارے بھگوان کے پاس ایک بھی نوکر نہ تھا، راجہ بیربل بولے اس کا جواب پھر کبھی دوں گا، اور ایک دن راجہ بیربل نے شہنشاہ کے پوتے کی شکل سے ملتا جلتا ایک موم کا پتلا ایک کاریگر سے بنوایا اور شہنشاہ کے پوتے کی دایہ کو دے کر کہا کہ کل صبح تم اسے شہنشاہ پوتے کی پوشاک پہنا کر محل والے تالاب کے کنارے سے جانا جونہی حضور تشریف لائے تم اسے تالاب میں گرا دینا اس کے جو کچھ ہوگا، وہ میں سنبھال لوں گا، تمہیں کسی قسم کا نقصان نہیں پہونچے گا، بلکہ تمہیں کچھ انعام بھی دوں گا۔

جو دوسرے دن راجہ بیربل کی حسب ہدایت اس ہندو کے پتلے کو شہنشاہ کے پوتے کا لباس پہنایا گیا اور دایہ اپنی گود میں لے کر شاہی محل کے کنارے جا کر ٹہلنے لگی جونہی شہنشاہ تشریف لائے اس نے ٹھوکر کھائی منہ کے بل گری، اور وہ پتلا تالاب میں جا پڑا، شہنشاہ ایک دم تالاب میں کود پڑے اور اس پتلے کو باہر نکال لائے، اتنے میں راجہ بیربل بھی اپنی کمین گاہ سے نکل آئے۔

شہنشاہ نے راجہ بیربل سے پوچھا بیربل یہ کیا حرکت ہے راجہ بیربل نے کہا، جہاں پناہ آپ کے کل والے سوال کا جواب ہے اپنے پوتے کے بچانے کے لئے آخر نوکر ہوتے ہوئے آپ کیوں تالاب میں کود پڑے یہ ہی محبت ہے یہی پریم ہے اسی لئے بھگوان ہاتھی رکھ، کو بچانے کے لئے ننگے پاؤں دوڑ پڑے تھے۔

شہنشاہ اپنے سوال کا جواب سنکر بہت خوش ہوئے۔

۱۰۲

میں تو پاگل ہوں!

ایک دن شہنشاہ اکبر جنگل میں شکار کھیلنے کیلئے گئے انہیں وہاں ایک آدمی ملا، اس سے انہوں نے دریافت کیا شہنشاہ اکبر کیسا آدمی ہے انصاف پسند یا بے انصاف پسند۔

اس نے آدمی نے جواب دیا بڑا بے انصاف ہے رعایا اس سے بیحد دکھی ہے

شہنشاہ نے کہا مجھے پہچانتا ہے کہ نہیں میں ہی اکبر ہوں شہنشاہ اکبر:۔

اس سے وہ آدمی اپنے دل میں ذرا تو بہت مگر گھبرایا نہیں بولا آپ مجھے پہچانتے ہیں یا کہ نہیں میں یہاں کا مشہور سوداگر ہوں لیکن مہینے میں تین دن کے لئے پاگل ہو جاتا ہوں اور واہی تباہی بکا کرتا ہوں، اور آج میرے پاگل پن کے دورے کا پہلا دن ہے

شہنشاہ ہنسنے لگا، اور وہاں سے چل دیئے۔

۱۰۳

جنت میں کون جاتا ہے اور دوزخ میں کون؟

شہنشاہ اکبر کا ایک درباری مرگیا ان کے رنج وغم کی کوئی انتہا نہ رہی اداس بیٹھے رہے ایک دن دوپہر کو اداس بیٹھے تھے کہ راجہ بیربل تشریف لائے شہنشاہ نے ان سے دریافت کیا بیربل بتاؤ جنت میں کون جاتا ہے اور دوزخ میں کون۔

بیربل نے کہا۔ مرنے کے بعد لوگ جس کی تعریف کرتے ہیں وہ جنت میں جاتا ہے اور مرنے کے بعد لوگ جس کی برائی کرتے ہیں وہ دوزخ میں جاتا ہے۔

شہنشاہ یہ سنکر بہت خوش ہوئے

۱۰۴

موسم کونسا اچھا ہے

ایک دن اکبر نے درباریوں سے پوچھا۔ کہ سب موسموں میں سے کونسا موسم اچھا ہے۔

کسی نے کچھ جواب دیا، کسی نے کچھ مگر شہنشاہ کسی کے جواب سے مطمئن نہ ہوئے۔

شہنشاہ نے راجہ بیربل سے دریافت فرمایا انہوں نے جواب دیا، جہاں پناہ پیٹ بھروں کے لئے سب موسم اچھے ہیں، اور بھوکوں کے لئے ایک موسم بھی اچھا نہیں ہوتا یعنی سب موسم برے ہوتے ہیں۔

۱۰۵

مہاجن کا سود!

ایک دن شہنشاہ اکبر نے اپنے درباریوں سے دریافت کیا کہ ہر وقت کون چلتا ہے۔

ایک نے چاند بتایا دوسرے نے سورج بتایا تیسرے نے زمین بتائی، راجہ بیربل نے کہا، جہاں پناہ، مہاجن کا سود ہر وقت چلتا ہے، اسے کبھی تھکاوٹ معلوم نہیں ہوتی۔

بادشاہ کو یہ جواب بیحد پسند آیا

۱۰۶

شہنشاہ نے بہروپ بھرا

ایک دن شہنشاہ اکبر نے راجہ بیربل کے ڈرانے کیلئے بہت ڈراؤنا روپ بھرا، جب راجہ بیربل سامنے آئے پہلے تو ہنسے اور اس کے بعد کچھ سوچنے لگے، شہنشاہ نے خیال کیا کہ بیربل کو ڈرانا چاہیئے تھا، پہلے تو وہ خوش ہوا اور اب کچھ سوچ رہا ہے، یہ معاملہ کیا ہے اس سے دریافت کرنا چاہیئے لہذا انہوں نے راجہ بیربل سے وجہ دریافت کی۔ کہ وہ انہیں دیکھ کر پہلے ہنسا کیوں ہے، اور پھر سوچ کیا رہا ہے۔

راجہ بیربل بولے جہاں پناہ ہنسا تو میں اس لئے ہوں کہ حضور کے درشن ہوئے ہیں اور سوچ یہ رہا ہوں کہ جہاں پناہ پر ایسی کون سی مصیبت آئی ہے، جو بھیس بدلا ہے۔

راجہ بیربل کی بات سنکر شہنشاہ بہت خوش ہوئے

۱۰۷

مندر کا گدھا اور کچہری کا کتا!

ایک بار شہنشاہ اکبر نے راجہ بیربل سے کہا بیربل تم چار آدمی ایسی صفت کے لاؤ، ایک اصل کا کم اصل دوسرا کم اصل کا اصل تیسرا مندر کا گدھا چوتھا کچہری کا کتا،

راجہ بیربل تھوڑی دیر سوچتے رہے، اس کے بعد عرض کی جہاں پناہ ایک سال کی رخصت مرحمت فرمایئے۔ بھگوان نے

چاہا تو چاروں طرف چیزیں حضور کی خدمت میں حاضر کروں گا،
شہنشاہ نے راجہ بیربل کی درخواست منظور کرلی اور وہ
زاد راہ کے لئے اشرفیوں کی دو تھیلیاں اور ضروری پار چات
پوشیدگی ہمراہ لے کر سفر کے لئے چل دیئے، چلتے چلتے دو سرے دیش
میں پہونچے، کئی مہینہ تک تو ملازمت کی تلاش میں بے کار پھرتے
رہے آخر کار اس ملک کے بادشاہ تک رسائی ہوئی، اس
نے انہیں ہر لحاظ سے قابل پاکر اپنے ملک کا وزیر مقرر کر دیا
یہ اپنا کام ہر لحاظ سے مستعدی سے انجام دینے لگے، اس
بادشاہ کو جب ان کی خداداد قابلیت کا پتہ چلا تو اس نے
اپنی لڑکی کی شادی راجہ بیربل سے کر دی، اس دوران
میں راجہ بیربل نے ایک رنڈی سے اپنا ربط وضبط بڑھا
لیا تھا،

ایک روز کا ذکر ہے کہ اس محلہ میں جہاں راجہ بیربل رہتے تھے
کسی نے ایک آدمی کا سر کاٹ ڈالا، راجہ بیربل نے بھی اسی وقت
ایک بکری کا سر کاٹ کر اپنے مکان کے صحن میں گاڑ دیا اور اپنی
بیوی (شہزادی) سے کہا کہ میں نے صحن میں ایک آدمی کا سر کاٹ کر گاڑ
دیا ہے، خبردار یہ راز کسی پر راز نہ ہونے پائے دوسرے دن شہر میں
ایک آدمی کے مارے جانے کی خبر آگ کیطرح پھیل گئی، شام تک شاہی
سپاہی جا بجا مجرم کو تلاش کرنے لگے، جب راجہ بیربل کی بیوی یعنی
شہزادی نے سنا کہ ہمارے محلہ میں ایک آدمی مار اگیا ہے تو ہر ایک
سے کہنے لگی، کہ اس آدمی کو میرے شوہر نے قتل کیا ہے اور کا سر ہماری

مکان کے صحن میں گڑا ہے، بادشاہ نے سنا تو اسی وقت حکم کیا۔ کہ بیربل کو پھانسی پر لٹکا دو جس وقت راجہ بیربل کی داشتہ رنڈی نے بادشاہ کا حکم سنا تو اشرفیوں کی تھیلیاں لے کر کوتوال شہر کے پاس پہونچی اور راجہ بیربل کو چھڑا لائی۔ راجہ بیربل نے رہا ہوتے ہی دہلی کا رخ کیا۔ اور سیدھا شہنشاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور کہا جہاں پناہ وہ چاروں آدمی جو حضور نے طلب فرمائے تھے، فلاں شہر میں موجود ہیں، اور ساری داستان سنا دی اور اصل کی کم اصل وہ لڑکی (شہزادی) ہے جس سے میری شادی ہوئی تھی وہ کم اصل کی اصل وہ رنڈی ہی ہے جس نے ہزار اشرفیاں رشوت دے کر مجھے چھڑایا ہے اور سمندر کا گدھا بادشاہ ہے، جس نے بغیر تصدیق کئے مجھے پھانسی کی سزا دی تھی، اور کچہری کا کتا وہ شاہی اہلکار ہے جس نے مجھے گرفتار کیا اور رشوت لیکر چھوڑ دیا،

یہ سنکر شہنشاہ اکبر نہایت خوش ہوئے اور راجہ بیربل کو بہت سا انعام دیا،

۱۰۸

دیکھ لو میرا گلے دو دانت ٹوٹے ہوئے ہیں

ایک روز راجہ بیربل نے ملا دو پیازہ کو گالیاں دیں اور پھر ان سے معافی مانگ لی اور کہنے لگے کہ میرا مطلب اس اثر سے آپ پر ہلوا، گالیوں کا ہرگز برا نہ مانیئے گا، دیکھ لیجئے

میرے اگلے دو دانت ٹوٹے ہوئے ہیں، جب میں باتیں کرتا ہوں دو چار باتیں اپنے آپ منہ سے نکل جاتی ہیں۔

۱۰۹

اخروٹ اور پیاز

ایک پہاڑی نے اپنے آدمیوں کے ہاتھ شہنشاہ اکبر کے واسطے اخروٹ بھیجے، جب پہاڑی لوگ اخروٹ لیے ہوئے آ رہے تھے، راستہ میں ایک شہر میں انہوں نے پیاز دیکھی ان کے لیے یہ پھل تھا۔ دل للچایا۔ مگر پیسے پاس نہ تھے لہذا اخروٹ پیازوں سے بدل لیے۔ اور انہوں نے پیاز شہنشاہ کے لئے اچھی سمجھی اور کچھ پیاز تو انہوں نے کھا لئے باقی دہلی پہونچکر بھرے دربار میں شہنشاہ کی نذر کر دیئے، شہنشاہ کو پیاز دیکھ کر بہت غصہ آیا، اور انہوں نے حکم دیا کہ سب پیاز ایک ایک کر کے ان پہاڑیوں کے سروں پر جوتے سے توڑے جائیں یہ سنتے ہی حکم کی تعمیل ہونے لگی، ابھی اتنا میں ایک پہاڑی نے دوسرے سے کہا ہم بڑے خوش قسمت تھے جو اخروٹوں کو پیاز سے بدل لیا، ورنہ آج ہمارے سر کی خیر نہ تھی،

شہنشاہ یہ سنکر ساری بات سمجھ گئے، اور ان بیوقوف پہاڑیوں کو چھوڑ دیا۔

۱۱۰

سورج پورب سے کیوں نکلتا ہے؟

ایک دن شہنشاہ اکبر نے راجہ بیربل سے کہا کہ سورج پورب سے کیوں نکلتا ہے اور پچھم میں کیوں ڈوبتا ہے،
راجہ بیربل بولے یہ تو جس بے وقوف سے پوچھ گے بتا دیگا شہنشاہ نے کہا اسی لئے تو میں آپ سے پوچھتا ہوں
راجہ بیربل یہ سنکر چپ ہو رہے۔

۱۱۱

چار یار!

شہنشاہ اکبر کے عہد میں چار یار اکٹھے ہو کر سیر کو چلے، شام ہوئی تو ایک باغ میں ٹھہرے اور کھچڑی بنائی اور کھانے کو بیٹھے وہ چاروں دوست مختلف اقوام کے افراد تھے یعنی شیخ سید، مغل اور پٹھان، وہ سب کے سب ایک ہی برتن میں کھانے بیٹھے، اور کھچڑی کے بیچ میں گھی ڈال دیا، پٹھان نے ایک انگلی سے ایک لکیر کھینچ کر گھی اپنی طرف بڑھا لیا اور کہا یاروں نے خاندان میں ایک بادشاہت ہوتی ہے۔
یہ سنکر سید نے اپنی طرف دو لکیریں کھینچ کر کہا ہمارے گھرانے میں دو ہوتی ہیں۔
یہ دیکھ کر مغل برداشت نہ کر سکا جھٹ تین لکیریں کھینچ کر

مکھی کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ بولا۔ ہمارے گھرانے میں لیکن بادشاہ ہوئے ہیں، یہ دیکھ کر شیخ صاحب نے ہاتھ سے تمام مکھی مچھری میں ملا کر کہا، بھائی ہمارے گھرانے میں تو سدا غدر ہی رہا ہے، ان کی بات سنکر سب دوست خوب ہنسے۔"

۱۱۲

مہاجن اور مصوّر

شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں دہلی میں ایک مہاجن رہتا تھا، جو پوشیدہ طور سے لوگوں کو پریشان کرتے تھے، ظاہرا طور پر وہ بے حد پارسا تھا، بھیس بدلنے میں وہ اس قدر ہوشیار تھا کہ بڑے بڑے بہروپئے اس کا پانی بھرتے تھے، ایک دن اس نے ایک مصور کو بلا کر اپنی تصویر بنانے کے لئے کہا ایک ہزار روپے پر معاملہ طے ہو گیا، ایک مدت کے بعد وہ مصور بنا کر لایا جبکہ وہ ابھی مہاجن کے مکان کے دروازے کو ہی پار کر رہا تھا، مہاجن نے اپنی شکل تبدیل کر لی۔ جب اس نے تصویر اپنی شکل سے ملائی تو اس میں بہت فرق پایا۔ ساتھ ہی اور بھی کئی نقائص اس نے تصویر میں نکالے، مصور تصویر لے کر واپس چلا گیا، اور گھر جا کر مہاجن کا جو آج حلیہ دیکھا تھا، اس کے مطابق تصویر بنانے میں لگ گیا اور تھوڑے دنوں کے بعد تصویر تیار کر کے مہاجن کے پاس آیا، لیکن مہاجن کو اس کے آنے کی اطلاع موصول ہو چکی تھی، لہذا اس نے اس کے پہونچنے سے پیشتر ہی اپنی شکل کو ایک بار

پھر تبدیل کر لیا، جب تصویر ملائی تو چہرے سے نہ ملتی تھی مصور حیران تھا، کہ یہ معاملہ کیا ہے، اسی طرح مہاجن نے پانچ چھ بار پریشان کیا، اور اس سے کہدیا کہ جب تک تم ایک ایسی تصویر نہ بناؤ گے جس کا چہرہ میرے چہرے سے ہو بہو نہ ملتا ہو دام ایک پیسہ بھی نہ ملے گا،

مصور مایوس ہو کر واپس چلا گیا اور مصور نے ساری داستان، اپنے دوستوں کو سنائی انہوں نے اسے مشورہ دیا کہ وہ شہنشاہ اکبر کے دربار میں جا کر فریاد کرے اس نے ویسا ہی کیا شہنشاہ نے سپاہی بھیجکر مہاجن کو بلوا بھیجا۔ جب وہ آیا۔ تو شہنشاہ نے اسے سچی بات کہنے کے لئے کہا۔

مہاجن نے کہا، حضور میں نے اس مصور کو اپنی تصویر بنانے کے لئے کہا تھا لیکن اس نے جتنی تصویریں بنائی ہیں، اس میں سے کسی کا حلیہ میرے ساتھ نہیں ملتا۔ اور اس نے مجھ سے اقرار کیا تھا، کہ جب تک تصویر کی شکل آپ سے ملے گی میں دام نہیں لوں گا۔

شہنشاہ کی سمجھ میں یہ راز بالکل نہ آیا۔ اور انہوں نے فیصلہ کرنے کے لئے اپنے تئیں مجبور پایا، راجہ بیربل کو بلایا اور سارا قصہ انہیں سنایا اور فیصلہ کے لئے حکم صادر فرمایا، راجہ بیربل نے غور کیا تو سمجھ گئے۔ کہ اس مہاجن کو شکل تبدیل کرنے کا ہنر آتا ہے، اس لئے وہ اس مصور کو تنگ کر رہا ہے، انہوں نے مصور سے کہا دیکھو مہاجن کی شکل جو اس وقت ہے اس کی تصویر ..... بنا کر لاؤ ۔ جس

وقت تم لاؤ گے، ہم تمہیں بہت انعام دیں گے یہ کہہ کر انہوں نے دونوں کو جانے کا حکم دیا۔ شہنشاہ کی حیرت کی کوئی انتہا نہ تھی وہ راجہ بیربل کے فیصلہ پر حیران تھے کہ اتنے میں راجہ بیربل نے ملازم بھیجکر مصور کو واپس بلوایا جب وہ آیا تو فرمایا کہ دو تین دن کے بعد چاندنی چوک سے ایک بہت بڑا شیشہ خرید لانا کہ جس سے وہ اچھی طرح وہ اپنی شکل دیکھ سکے، اور اسے لیکر اس کے مکان پر پہنچنا اور کہنا کہ آپ کی ہوبہو تصویر اس سے ظاہر ہوگی، آئینہ میں وہ اپنی شکل بدل کر بھی دیکھے گا۔ تو جیسی اس کی شکل ہوگی۔ ویسی ہی نظر آئے گی، اور اس طرح سے وہ روپے دینے پر مجبور ہو جائے گا، اور اگر اس پر بھی وہ روپے دینے میں آنا کانی کرے تو ہمارے پاس آنا، کچھ دنوں کے بعد مصور ایک بڑا سا آئینہ لے کر مہاجن کے مکان پر گیا اور کہا جناب دیکھئے گا یہ آپ کی تصویر تیار ہے۔

مہاجن نے کہا یہ تو شیشہ ہے، مگر مجھے تو تصویر درکار ہے

مصور، جناب یہ ہی آپ کی تصویر ہے۔

مہاجن سمجھ گیا کہ راجہ بیربل نے یہ ترکیب بتائی ہے اگر میں اس کو منظور نہیں کرتا ہوں تو خیریت نہیں ہے یہ سوچکر اس نے ایک ہزار روپیہ دیکر مصور کو رخصت کیا۔

روپیہ لیکر مصور شاہی دربار میں بیربل کو مطلع کرنے کے لئے گیا، اور جب اس نے وہاں پر اجرت کی وصولی کی داستان سنائی تو شہنشاہ بہت خوش ہوئے۔

۱۱۴

ڈاڑھی کے بال!

ایک بار شہنشاہ اکبر نے راجہ بیربل سے دریافت کیا کہ دنیا میں کس قوم کے لوگ زیادہ بے وقوف ہوتے ہیں۔

بیربل۔ جہاں پناہ! دنیاوی باتوں میں بنیے سب سے ہوشیار ہوتے ہیں، اور مولانے بیوقوف ہوتے ہیں۔

شہنشاہ کو راجہ بیربل کی اس بات پر یقین نہیں آیا انہوں نے سوچا کہ مولانے ہرگز بے وقوف نہیں ہو سکتے انہوں نے کہا ایسا نہیں ہو سکتا۔

بیربل:۔ جہاں پناہ ایسا ہی ہے، اگر آپ کچھ روپیہ خرچ کریں، تو میں اس بات کا ثبوت دے سکتا ہوں اگر مولانے بیوقوف ہوتے ہیں شہنشاہ نے روپیہ خرچ کرنا منظور کر لیا۔

راجہ بیربل نے کہا، حضور آپ میرے کام میں دخل نہ دیجئے گا، جو کچھ میں کروں دیکھتے جائیے گا۔ اس کے بعد انہوں نے ملاّ کو دربار میں بلایا جب وہ آیا تو اسے بڑی عزت و تکریم سے بٹھایا، پھر بولے صاحب شہنشاہ عالم پناہ کو آپ کی داڑھی کی ضرورت ہے آپ کو اس صلہ میں ہر طرح سے خوش کر دیا جائے گا۔

ملاّ بیچارہ تو دربار میں آنے سے ہی گھبرا رہا تھا اب جو بادشاہ کی فرمائش سنی تو اس کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے، لڑکھڑائی جان ... مولا دیلوان صاحب یہ کیسے ہو سکتا ہے داڑھی وخدا کی دی ہوئی چیز ہے اسے کیسے دیا جا سکتا ہے۔

راجہ بیربل نے سوچا کہ یہاں نرمی سے کام نہ چلے گا، ڈانٹ کر بولے کیوں ملا صاحب اتنے دنوں سے تم شہنشاہ کا نمک کھا رہے ہو آج اس کو تمہاری داڑھی کی ضرورت ہے تو اس سے آنکھیں چرا رہے ہو اگر اس سے بڑھ کر کسی قیمتی چیز کی فرمائش کردی جاتی تو نا معلوم تم کیا جواب دیتے دریا میں رہنا اور مگر مچھ سے بیر رکھنا! اجی ملا صاحب کان کھول کر سن لیجئے، کہ جو کچھ ہے سب شہنشاہ کا ہے اگر وہ چاہیں تو پل بھر میں تمہارا گھر بار سب کچھ ضبط کر سکتے ہیں، تمہاری مجال ہی کیا ہے کہ تم ان کے سامنے زبان کھولو۔ یہ تو حضور کی مہربانی ہے کہ وہ داڑھی کے بال دیکر قیمت لے رہے ہیں۔

ملا: ۔ راجہ بیربل کی بات سنکر کانپ اٹھا اس نے سوچا کہ اگر شہنشاہ ناراض ہو گئے تو میری خیر نہیں میرے گھر پر ہل پھیر دیں گے، رہنے کو ٹھکانہ تک نہ ملے گا، تھوڑی دیر تک سوچتے رہنے کے بعد راجہ بیربل سے کہا حضور پچیس روپے دلوا دیجئے۔

راجہ بیربل نے خزانچی کو اشارہ کیا۔ اس نے پچیس روپے ملاجی کے آگے بڑھا دیئے۔ شاہی حجام نے راجہ صاحب کے حکم سے ملاجی کی داڑھی تراش کر اسے بے نیاز کر دیا۔

ملّا صاحب شہنشاہ اور راجہ کو بار بار فرشی سلام کرتے ہوئے دربار سے چلے گئے، سوچتے تھے۔ جان بچی لاکھوں پائے، خیر سے بدھو گھر کو آئے، یہ لوگ اگر پچیس روپے بھی نہ دیتے تو میں بھلا ان کا کیا بگاڑ سکتا تھا۔

ملا صاحب کے جانے کے بعد فوراً بیربل نے ایک پنیئے

طلب فرمایا۔ اس بنیئے کی داڑھی بھی کافی لمبی تھی بنیا جب دربار میں پہونچا، تو راجہ بیربل نے اس سے کہا سیٹھ جی مہاراج شہنشاہ عالم کو آپ کی داڑھی کی ضرورت ہے اس صلہ میں ہم آپ کو خوش کر دیں گے۔

بنیئے نے عاجزی کے ساتھ کہا! سرکار ہم آپ سے انکار تھوڑا ہی کر سکتے ہیں، مگر ہم حضور غریب آدمی ہیں۔

راجہ بیربل نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا کیا بکتے ہو جی حضور کو آپ کی داڑھی کی ضرورت ہے بات ختم ہوئی اس میں غریبی اور امیری کا سوال کیا ہے، ہم قیمت دینے کو تیار ہیں پھر ٹیت و لعل کیوں

بنیا: حضور مائی باپ ہیں۔ جو چاہے سو کر سکتے ہیں، مگر راجہ بیربل، یہ اگر مگر کیا، جو کچھ آپ کہنا چاہتے ہیں صاف صاف کہیں۔

بنیا بولا سرکار جب میرے باپ مرے تھے تب ان چار یا توں کو لیئے (داڑھی پر ہاتھ پھیر کر) میں نے ان کی کریا کرم کی، جب ماتا جی سورگ کو سدھاریں، تب ان کی کریا کرم کی۔ پھر میں گیا گیا وہاں جا کر یگیہ کیا واپس آیا، تو وسیع پیمانہ پر برہم بھوج کروایا، ان سب کاموں پر میرا پندرہ ہزار روپیہ خرچ ہوا! ہے ان داتا آپ تو یہ جانتے ہیں، کہ ان چار باتوں کی بدولت ہی میری منڈی میں رکھا ہے، بازار میں چودھری ہے اور برادری میں بھی عزت ہے

راجہ بیربل۔ فضول باتوں کے لئے ہمارے پاس وقت نہیں، ہے یہ لو پچیس ہزار روپے کا رقعہ تو اپنے کرتے کی جیب میں ڈال لیا اور جو "حکم"، کہہ کر اپنا چہرہ داڑھی منڈوانے کی غرض۔

سے شاہی حجام کے آگے کر دیا، اس زمانے میں داڑھی پر
صابن وغیرہ تو لگاتے نہیں تھے، حجام پانی لگانے لگا پانی لگاتے
لگاتے لگاتے اس کا ہاتھ بنیئے کی داڑھی میں لگ گیا بس اس
کے غصّہ کی کوئی انتہا نہ رہی اس نے حجام کے گال پر اس زور سے
ایک چانٹا رسید کیا کہ اس کو دن ہی میں تارے نظر آنے لگے کہنے
لگا اے نائی کے بچے گستاخی کرتا ہے کیا اس داڑھی کو کسی ایسے
ویسے کی سمجھ رکھا ہے جانتا نہیں یہ داڑھی اب شہنشاہ اکبر کی ہو
گئی ہے، بنیئے کے اس برتاؤ سے شہنشاہ کو بیحد غصّہ آیا انہوں
نے پاس کھڑے ہوئے ملازم سے کہا، اس بنیئے کو دھکے دے کر
باہر نکال دو۔ ملازم بنیئے کی طرف بڑھا اور بنیا سر پر پاؤں
رکھ کر بھاگا، شہنشاہ کا غصّہ جب ٹھنڈا ہوا تو راجہ بیربل
نے شہنشاہ سے کہا دیکھو حضور پچیس ہزار روپے بھی لے گیا اور
داڑھی کو بھی بچا کر لے گیا، اور ملاجی نے صرف پچیس روپے میں
داڑھی دیدی۔
شہنشاہ نے راجہ بیربل کی بات مان لی اور بہت خوش ہوئے

۱۱۴

مجھے ہنساؤ تو سہی!

ایک دن شہنشاہ اکبر نے راجہ بیربل سے کہا اگر تم آج
مجھے ہنسا دو تو منہ مانگی رقم انعام دوں گا۔
راجہ بیربل نے بہت کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکے تب

انہوں نے شہنشاہ کے کان کے پاس منہ لے جاکر کہا اب ہنس دو، ورنہ گدگدی کروں گا
راجہ بیربل کی یہ لڑکوں کی سی بات سنکر شہنشاہ کو ہنسی آگئی۔"

۱۱۵

خضاب لگانیوالوں کا دماغ خراب ہوجاتا ہے

شہنشاہ اکبر کے بال سفید ہونے لگے اس سے ان کو بڑی فکر ہوئی، اور بالوں کو کالا کرنے کے لئے خضاب لگانے لگے ایک دن خضاب لگا رہے تھے۔ کہ راجہ بیربل آگئے، شہنشاہ نے دریافت فرمایا، کیوں بیربل خضاب لگانے سے دماغ کو کوئی نقصان تو نہیں پہونچتا۔

راجہ بیربل:۔ خضاب لگانے والوں کا دماغ خراب ہو جاتا ہے ———— شہنشاہ اکبر۔ کیونکر

راجہ بیربل:۔ اگر ان کا دماغ خراب نہ ہوجاتا تو بوڑھے سے جوان ہونے کی کوشش کیوں کرتے۔

اس دن سے شہنشاہ کی آنکھیں کھل گئیں، اور پھر کبھی خضاب نہ لگایا۔

۱۱۶

میں تو آپ کا نوکر ہوں حضور!

ایک دن شہنشاہ اکبر بینگن کی تعریف کر رہے تھے راجہ بیربل نے

بینگن کی خوب تعریف کی
ایک دن شہنشاہ نے سوچا کہ دیکھوں کہ بیربل اپنے قول کی کہاں تک اسنداری کرتے ہیں، لہذا انہوں نے بینگن کی برائیاں شروع کر دیں، چنانچہ راجہ بیربل نے بھی اس کی خوب برائی کی۔
شہنشاہ نے کہا، بیربل تمہیں بھی قرار نہیں ہے، اس دن بینگن کی تعریف کر رہے تھے آج برائی کر رہے ہو۔
راجہ بیربل نے کہا۔ حضور میں آپ کا نوکر ہوں۔ بینگن کا نہیں، شہنشاہ یہ جواب سنکر بہت خوش ہوا۔

۱۱۷

پیر و مرشد

ایک دفعہ شہنشاہ اکبر راجہ بیربل سے بہت ناراض ہوئے حکم دیا کہ تین روز کے اندر ہمارے ملک سے نکل جاؤ، تیسرے روز اگر یہاں پائے گئے، تو قتل کر دیئے جاؤ گے، راجہ بیربل کو بڑی فکر ہوئی، سوچا کہ میں اپنا گذارہ تو بہرصورت کر سکتا ہوں، لیکن افراد کنبہ مفت تباہی میں آ گئے، ان کو لے کر کہاں مارا مارا پھروں گا، بہت دیر تک سوچتے رہے۔ آخر شہنشاہ اکبر کے پیر و مرشد کی وضع قطع بنا کر شہر میں داخل ہوئے اور ایک امیر کے مکان پر پہنچے جو کہ ان کے مرید تھے وہ امیر قدمبوسی ہوئے، اور اجازت چاہی کہ جا کر شہنشاہ کو خبر کر دوں، شہنشاہ کے نام سے پیر و مرشد بہت

گھبرائے اور کہا کہ بادشاہ کو آنے کی اجازت نہیں ہے رفتہ رفتہ شہنشاہ کو خبر ہوئی۔ شہنشاہ برہنہ پا تشریف لائے، اور حجرے میں داخل ہونے کی اجازت چاہی اندر سے حکم آیا کہ بادشاہ ظالم ہے اسے حضور میں آنے کی اجازت نہیں۔

شہنشاہ نے بہت التجا کر کے عرض کی کہ میں نے کیا ظلم کیا ہے، پیر نے اندر سے کہا کہ تو نے بیربل کو جو تیرا خیر خواہ ملازم ہے اسے ناحق ستایا ہے، وہ ہمارے پاس فریاد کر گیا تھا تو اگر اس کا قصور معاف کر دے اور جان بخشی کا اقرار کرلے تو زیارت میسر ہو سکتی ہے۔

شہنشاہ نے یہ اقرار کیا اور قرآن پر مہر لگادی، جب اطمینان ہو گیا تو اندر آنے کی اجازت دی،

شہنشاہ یہ دیکھ کر بہت متعجب ہوئے اور کہا کیا تو بیربل ہے، راجہ بیربل نے عرض کیا، میں حضور کا نمک خوار اور فرمانبردار بیربل ہوں۔

شہنشاہ ان کی چالاکی اور ذہانت سے بہت خوش ہوئے اور راجہ بیربل کو بحال کر دیا،

۱۸

چار ہزار روپے کی چارپائی

ایک دفعہ شہنشاہ اکبر نے راجہ بیربل سے ناراض ہو کر انہیں شہر بدر کر دیا، راجہ صاحب کے ساتھ ایک غلام بھی تھا، جو ان سے محبت رکھتا تھا، چلتے چلتے یہ ایک شہر میں پہونچے بازار خوب سجا ہوا تھا، بھیڑ بھاڑ بھی خوب تھی، خرید و فروخت .... ہو رہی تھی

ایک طرف ایک آدمی زمین پر کپڑا بچھائے بیٹھا تھا، اور بار بار یہ آواز لگاتا تھا، چار باتیں بیچتا ہوں جو چاہے سو مول لے لے چار باتیں ہیں۔

راجہ بیربل آگے بڑھے، اس شخص سے دریافت فرمایا کہ ایک بات کی قیمت کیا ہے

اس نے کہا ایک بات کا ایک ہزار روپیہ۔

راجہ بیربل نے اسے ایک ہزار روپیہ دے دیا۔

اس نے کہا چھوٹے سے بڑا ہوا سے چھوٹا کبھی نہ جان لیئے۔ اور روپیہ دو تو اگلی بات بتاؤں۔

راجہ صاحب نے اور ایک ہزار روپیہ اس شخص کو دیا،

اس نے کہا کسی کا عیب دیکھو تو اسے چھپاؤ۔

راجہ صاحب نے اور ایک ہزار روپیہ اس کے سامنے ڈھیر کر دیا۔ وہ بولا۔ نوکری کسی کا نہ کرنا۔

اس طرح سے راجہ بیربل نے چار ہزار روپے دے کر چار باتیں اور مول لیں، پھر ان کی جانچ کے لئے اسی شہر میں رک گئے، وہ شاہی غلام راجہ صاحب سے الگ ہو کر اس شہر کا بادشاہ بن بیٹھا، اور راجہ صاحب کو بالکل بھول بیٹھا۔ راجہ صاحب کو وہاں رہتے ہوئے بہت دن گذر گئے پیسے ختم ہو گئے، اور حالت بہت خستہ ہو گئی،

ایک دن بھوکے پیاسے ایک درخت کے نیچے پڑے ہوئے تھے، کہ بادشاہ اور غلام کی سواری اس طرف کو آنکلی۔ اس نے راجہ بیربل کی

بری حالت دیکھی تو شاہی ملازمین کو حکم دیا کہ انہیں دربار میں حاضر کرو۔

راجہ بیربل دربار میں پہونچے بادشاہ (غلام) نے ان سے دریافت کیا، کیا تم مجھے جانتے ہو۔

راجہ بیربل :- جہاں پناہ آپ اس ملک کے بادشاہ ہیں بادشاہ نے ایک بار پھر اپنا سوال دہرایا، بیربل نے وہی جواب دیا، بادشاہ (غلام) ان کے اس جواب سے نہایت خوش ہوا، اور اس نے اسی وقت ان کو اپنا وزیر مقرر فرمایا۔

ایک دن راجہ بیربل شاہی محل سے گذر رہے تھے۔ زنانہ محل میں کیا دیکھتے ہیں، کہ ایک لونڈی کوتوال شہر کے ساتھ شراب میں بدمست لیٹی ہوئی ہے، یہ دیکھ کر انہوں نے اپنا دوشالہ ان پر ڈال دیا۔ اور خود وہاں سے تشریف لے گئے، اتنے میں کوتوال اور اس لونڈی کی آنکھ کھلی۔ کوتوال صاحب تو وہاں سے نو دو گیارہ ہو گئے، اور لونڈی نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور رو کر برا حال کیا اور بادشاہ (غلام) کو بلا کر کہا کہ وزیر کو مناسب نہ تھا کہ مجھ پر ہاتھ ڈالتا اور میری بے عزتی کرتا، دوشالہ چھوڑ گیا درخود بھاگ گیا اگر پکڑ پاتی تو چھکے کو چھبا ڈالتی اتنا کہہ کر وہ لگی ڈاڑھیں مار مار کر رونے جیسے کہ دنیا بھر کی پاکدامنی اس کے حصہ میں آئی ہو بادشاہ نے اسی وقت وزیر (راجہ بیربل) کو بلا بھیجا جب وہ آئے تو ایک چھٹی ان کو جو دار ی کے نام لکھ دی کہ یہ چھٹی ہے، کہ جس کو میں سوائے آپ کے

کسی اور کے ہاتھ نہیں بھیج سکتا۔

راجہ بیربل نے بادشاہ کے ہاتھ سے چٹھی لے لی، اور فوجداری کے گھر کی طرف چل دیئے بادشاہ نے چٹھی میں یہ لکھا تھا کہ حامل رقعہ کا سر کاٹ کر فوراً میرے پاس بھیج دو۔

بیربل فوجدار کے گھر کی طرف جا رہے تھے کہ راستہ میں شہر کے رئیس نے ان سے درخواست کی صرف پانچ خرچ ہوں گے کھانا تیار ہے کھا کر جائیے۔

راجہ بیربل بولے مجھے آپ کے حکم سے ہرگز انکار نہیں ہے لیکن عرض یہ ہے کہ میں بادشاہ سلامت (غلام) کے ایک ضروری کام کی تکمیل کے لئے جا رہا ہوں اگر راستہ میں رکونگا تو یہ میرے فرض میں کوتاہی ہوگی۔

اتفاقاً کوتوال بھی راجہ بیربل کے ساتھ تھا، اس نے کہا آپ لالہ جی کے ہاں کھانا کھائیے، تب تک میں چٹھی کا جواب لاتا ہوں۔

راجہ بیربل نے کوتوال کو چٹھی دیدی اور آپ کھانا کھانے میں مصروف ہوئے، بمشکل فارغ ہوئے تھے۔ کہ فوجدار سے کوتوال کا سر تھالی میں رکھے ہوئے وہاں آپہونچا۔

راجہ بیربل سر کو دیکھ کر بادشاہ (غلام) کے پاس لے گئے، بادشاہ نے اس سر کو لونڈی کے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ جس نے تیری بے عزتی کی تھی اس کا یہ سر ہے یہ حال دیکھ لونڈی مارے ڈر کے چپ ہو رہی، بادشاہ (غلام) نے راجہ بیربل سے پوچھا میں نے تو تمہارا سر کاٹ نے کے لئے لکھا تھا پھر کیا وجہ ہے

کہ کوتوال کا سر کاٹ لیا گیا۔

راجہ بیربل نے الف سے لیکر یے تک سارا قصہ سنا دیا اور رخصت چاہی۔

بادشاہ (غلام) نے کہا یہ کبھی نہ ہوگا میں تمہیں ہرگز نہ جانے دونگا

راجہ بیربل نے کہا۔ آپ کو یاد ہوگا میں نے چار ہزار میں چار باتیں مول لی تھیں، ان میں سے تین کا امتحان ہو چکا ہے چوتھی بات ہے کہ نوکری کبھی نہ کرنا، لہذا اب میں نوکری بالکل نہیں کروں گا۔

بادشاہ (غلام) شرمندہ ہو کر چپ ہو گیا راجہ بیربل محل سے نکلے تو شہنشاہ اکبر کے آدمی انہیں تلاش کر رہے تھے، وہ اپنے ساتھ دہلی لے گئے، ان کو دیکھ کر شہنشاہ کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی، ان کو اپنا کھویا ہوا رتن مل گیا۔

۱۱۹

حضور گدھے میں بیچ جائیے

ایک دن شہنشاہ اکبر نے راجہ بیربل سے کہا، بیربل آج کل کوئی بہروپ لے بھرو۔"

راجہ بیربل نے فوراً حکم کی تعمیل کی اور کمہار کی شکل بنا کر گدھا لے کر آپہونچا۔ راستے میں شہنشاہ نے ان سے کہا او گدھے والے ہٹ جا۔

راجہ بیربل نے جواب دیا میں پہلے سے ہی کہہ رہا ہوں حضور

گدھے ہی بچ جائیے۔

بادشاہ یہ سنکر بہت شرمندہ ہوئے۔

۱۲

مالیوں کی جگہ مالنیں مقرر کرو

ایک دن شہنشاہ اکبر نے راجہ بیربل سے کہا بیربل شاہی باغ میں سے تمام مردوں کو نکال دو اور زنانہ انتظام کردو۔ بیربل نے جواب دیا، جیسا حکم:۔

یہ کہہ کر بیربل باغ میں گئے، اور وہاں سے تمام مالیوں کو نکال کر مالنوں کو مقرر کر دیا، اور اس کے بعد دربار میں تشریف لائے شہنشاہ نے دریافت فرمایا کہو بیربل تمام انتظام ہو گیا،

راجہ بیربل نے کہا، حضور سب تو انتظام کر دیا ہے۔ مگر ایک مرد نہیں نکلتا، اور جب ہم نکلنے کے لئے کہتے ہیں۔ تو بھاگ کر کنوئیں میں گھس جاتا ہے۔

شہنشاہ کو یہ سنکر بہت غصہ آیا اور کہا کون کم بخت، ہے جو کہنا نہیں مانتا، یہ کہہ کر شہنشاہ ایک سپاہی کو ساتھ لے کر باغ میں گئے اور کنوئیں پر جا پہونچے۔ جب جھانکا تو کنوئیں میں اپنا سر اس سپاہی کا سایہ دکھائی دیا۔

راجہ بیربل بولے دیکھا حضور پہلے تنہا تھا اب جونہی اس نے دیکھا کہ شہنشاہ تشریف لا رہے ہیں تو اپنے حمایتی کو ساتھ لے آیا۔

شہنشاہ کا غصہ فرو ہوا، اور بہت خوش ہوئے

دیکھ لیجئے میں آپکی زمین سے الگ ہو گیا!

۱۲۴

ایک روز شہنشاہ اکبر راجہ بیربل سے کسی بات پر ناراض ہو گئے، حکم صادر فرمایا میری حکومت سے نکل جاؤ۔ اگر کبھی دیکھے گئے تو قتل کر دیئے جاؤ گے،

راجہ بیربل چین گئے، اور وہاں سے ایک گاڑی میں بہت سا بالو بھر لائے، اور اس کو اپنے مکان میں بچھا دیا اور گاڑی بچھا کر سیر کو نکلے، راستہ میں گاڑی میں بیٹھے جا رہے تھے، کہ شہنشاہ اکبر مل گئے،

شہنشاہ نے کہا تم یہاں کیسے؟

راجہ بیربل نے کہا جہاں پناہ میں چین گیا تھا، وہاں سے بہت سا بالو لایا ہوں۔ اور مکان میں بچھا دیا ہے تا کہ آپ کی زمین سے الگ رہوں، دیکھ لیجئے میں نے گاڑی میں بھی ریت بچھا رکھی ہے یہ دیکھ کر شہنشاہ بہت خوش ہوئے اور راجہ بیربل کی خطا معاف کر دی۔

۱۲۷

اور وہ طوطا مر گیا

ایک فقیر نے ایک طوطا شہنشاہ کی نذر کیا شہنشاہ نے حفاظت اور دیکھ بھال کے لئے ایک وفادار نوکر مقرر کر دیا، اور کہہ دیا کہ خوب اچھی طرح اس کی دیکھ بھال کرو، جو بھی اس کے مرنے کی خبر لائیگا۔ بس

اس کو قتل کر دوں گا، کچھ دنوں تک نوکر نے اچھی طرح سے اس کی دیکھ بھال کی مگر ایک دن وہ طوطا بیمار ہوا اور مر گیا نوکر بیچارہ بڑا گھبرایا سوچا کہ اگر اس کے مرنے کی شہنشاہ کو خبر دیتا ہوں تو مارا جاؤں گا، اگر نہیں دیتا تب بھی مروا دیا جاؤں گا بہت دیر تک سوچتا رہا بعد ازاں راجہ بیربل کی خدمت میں حاضر ہوا، اور سارا قصہ انہیں سنایا

راجہ صاحب نے فرمایا تم کسی بات کی فکر نہ کرو ہم سب کچھ اپنے آپ سنبھال لیں گے، تم اپنے گھر جاؤ، اور چین کی بنسری بجاؤ، اگلے دن راجہ بیربل نے شہنشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر تتلاتے ہوئے کہا، اپنا طوے۔۔طا۔ طو

شہنشاہ اس کا مطلب نہ سمجھ سکے، بیربل سے کہا کیا کہتے ہو۔ کیا طوطا مر گیا،

راجہ بیربل :۔ طوطے نے سمادھی لے لی ہے، صبح سے نہ کھاتا ہے نہ پیتا ہے اور نہ ہی پر ہلاتا ہے

شہنشاہ یہ سنکر طوطے کے پنجرے کے پاس گئے دیکھا کہ طوطا مرا پڑا ہے۔ فرمایا کہ بیربل تم نے وہیں کہہ دیا ہوتا کہ طوطا، مر گیا ہے۔

راجہ بیربل نے کہا حضور اگر میں وہاں کہہ دیتا کہ طوطا مر گیا ہے تو اپنی جان سے جاتا۔

شہنشاہ کو اپنی وہ ہدایت یاد آئی جو انہوں نے نوکر کو دی تھی، اور وہ اس کو یاد کر کے بہت خوش ہوئے،

۱۲۵

ہوائی محل!

ایک دن شہنشاہ نے راجہ بیربل کو ایک ایسا عجیب و غریب محل تیار کرنے کے لئے کہا جسکی وہ بنیادیں زمین میں نہ ہوں، راجہ بیربل بھی اس قسم کی باتوں کے لئے ہروقت تیار رہتے تھے، انہوں نے اسی وقت شہنشاہ کے سامنے خرچ کا تخمینہ پیش کردیا شہنشاہ نے اسوقت خزانہ مطلوبہ رقم نکلوادی۔

راجہ بیربل نے کہا جہاں پناہ اس کام کے لئے مجھے تین ماہ کی رخصت بھی مرحمت فرمائی جاوے۔

شہنشاہ نے منظوری دے دیدی

راجہ بیربل اپنے مکان پر آئے اور چڑیمار دن کو اچھے اچھے طوطے لانے کے لئے کہا، جب وہ طوطے لے آئے۔ تو انہوں نے ان میں سے پچاس طوطے چھانٹ لئے اور چڑیماروں کو منہ مانگے دام دے دیئے۔ اور رخصت کردیا، انہوں نے طوطے اپنی لڑکی کے حوالے کردیئے اور اس سے ان طوطوں کو کہ ان طوطوں کو "گارا لاؤ، چونہ لاؤ، اینٹیں لاؤ، پانی لاؤ، وغیرہ الفاظ سکھاؤ۔ کہا ہے کہا ہے راجہ بیربل بھی ان کے ساتھ طوطوں کو پڑھانے میں شامل ہوجاتے دو تین دن کے بعد طوطے یہ فقرے بخوبی بولنے لگے۔

شہنشاہ اکبر راجہ بیربل کی غیر حاضری کو بری طرح سے

محسوس کر رہے تھے ان کی محفلیں سونی اور دل اداس رہتا تھا،
راجہ بیربل نے ایک دن تمام طوطوں کو ایک بڑے سے آہنی پنجرے میں بند کیا اور شاہی محل کے زنان خانہ کے ایک محل میں جاکر پنجرہ کھول دیا، اور تمام طوطے ایک کمرے میں بند کراکے کمرے کے دروازے بند کردیئے، اس کے بعد خود شہنشاہ کے پاس تشریف لے گئے، اور کہا حضور آپ کے حکم کے مطابق وہ سب کاریگر آ گئے ہیں، جنہوں نے ہوائی محل تیار کرنا ہے یعنی کہ بنیادیں زمین میں نہیں ہوں گی، براہ کرم آپ میرے ساتھ تشریف لے چلئے۔

شہنشاہ راجہ بیربل کے ساتھ گئے، راجہ بیربل نے ملازم کو اشارہ کیا، اس نے طوطوں والے کمرے کا دروازہ کھول دیا، تمام طوطے ایک پھرکی آواز کے ساتھ باہر نکلے، بڑا شور ہوا تھوڑی دیر کے لئے شہنشاہ سہم گئے، طوطے آسمان پر پہنچ کر اس طرف اڑنے لگے اور ساتھ ہی کہنے لگے۔

چونہ لاؤ" گارا لاؤ" پانی لاؤ" اینٹیں لاؤ"

"ارے پانی جلدی لاؤ"

"ارے گارے کو دیر کیوں کر رہا ہے"

شہنشاہ نے یہ سنکر راجہ بیربل سے پوچھا یہ طوطے کیا کہہ رہے ہیں۔

بیربل بولے جہاں پناہ! ہوائی محل کے بنانے کی تیاری کر رہے ہیں، پہلے سامان اکٹھا کریں گے، پھر محل بننا شروع ہو جائیگا

شہنشاہ سمجھ گئے، کہ بیربل نے میرے سوال کا معقول جواب دے دیا ہے، ان کی مسرت کی کوئی انتہا نہ رہی اور انہوں نے بیربل کو انعام دیا۔

۱۲۶

لڑکے کی ضد!

ایک دن جب شہنشاہ اکبر دربار میں پہونچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ اور تو سب درباری موجود ہیں مگر راجہ بیربل ابھی تک تشریف نہیں لائے بھلا شہنشاہ کو راجہ بیربل کی مفارقت کی تاب کہاں تھی تھوڑی دیر تک انتظار کیا پھر ان کے مکان پر ملازم بھیجا، ملازم نے واپس آکر کہا، راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم ابھی آتے ہیں، آدھ گھنٹہ گذر گیا مگر راجہ بیربل ابھی تک نہ آئے شہنشاہ نے ملازم کو پھر بھیجا وہ پھر وہی پہلا جواب ہی لایا، بیربل پھر نہ آئے حتیٰ کہ ایک گھنٹہ اور گذر گیا، راجہ بیربل سے حسد کرنے والے دربار میں کئی بیٹھے تھے انہوں نے خوب نمک لگا کر شہنشاہ کے کان بھرے اور شہنشاہ کو بھی غصہ آگیا انہوں نے مسلح گارد کو حکم دیا کہ بیربل کو گرفتار کر کے دربار میں حاضر کرو۔

سپاہی گئے اور جو کچھ شہنشاہ نے ان سے کہا تھا راجہ بیربل کے گوش گذار کر دیا، اور ہاتھ جوڑ کر کہنے لگے ان داتا آپ خود ہی دربار میں تشریف لے چلئے، رہا آپ کو گرفتار کرنا، اس کے متعلق عرض ہے کہ اسکی نسبت ہم خواب میں بھی نہیں سوچ سکتے، بھلا ہم ایسی گستاخی،

کس طرح کر سکتے ہیں۔

راجہ بیربل نے سوچا اب چلنا ہی مناسب ہے زیادہ دیر کرنا خطرناک ثابت ہو سکتا ہے اس کے بعد وہ کپڑے پہن کر دربار میں پہونچے، اور آداب بجا کر اپنی جگہ پر بیٹھ گئے شہنشاہ نے ان سے دریافت کیا، کہو بیربل آج حکم عدولی کیوں کی گئی ہے اور اتنی دیر لگانے کی وجہ کیا ہے۔

راجہ بیربل بولے حضور میرا لڑکا رو رہا تھا، اس لئے نہ آسکا، وہ ابھی تک رو رہا ہے۔

شہنشاہ نے فرمایا ہم اس بات کو نہیں مانتے کہ لڑکا اتنی دیر تک روتا رہا ہو۔

راجہ بیربل نے کہا جہاں پناہ آپ میری پوری بات سن لیجئے، پھر آپ کو یقین آجائے گا، کہ جو کچھ عرض کر رہا ہوں واقعی سچ ہے، قصہ یوں ہے کہ ادھر میں دربار میں آنے کے لئے تیار ہوا، ادھر لڑکا رونے لگا، پوچھا کیا معاملہ ہے، کیوں روتے ہو، پہلے تو اس نے میری بات کا کوئی جواب ہی نہیں دیا، بس روتا ہی چلا گیا، لیکن جب میں نے بہت پوچھا تو کہنے لگا میں گنا چوسوں گا، میں اسی وقت ستیارام بازار گیا اور اسے ایک گنا لے آیا، گھر آکر پہلے وہ گنا چوستا رہا تھوڑی دیر کے بعد پھر اونچی آواز سے رونے میں نے پوچھا کیا بات ہے کہنے لگا پتا جی گنڈیریاں تیار کر دو، میں نے گنڈیریاں تیار کر دیں گنڈیریاں چوسنے کے بعد پھر رونے لگا، میں نے پوچھا اب کیوں روتے ہو کہنے لگا

پتاجی زمین پر جو گنے کے چھلکے پڑے ہوئے ہیں ان سب کا ایکبار پھر گنا بنا دو چنانچہ اب کی بار جو آپ کا پیغام مجھے ملا وہ تو دور رہا تھا، اور میں یہ سوچ رہا تھا کہ چھلکوں کا گنا دوبارہ کیسے بن سکتا ہے شہنشاہ راجہ بیربل کی اس بات کو سنکر پورے طور پر مطمئن ہوگئے

۱۲۷

صرف دو روپے ہی غائب ہوئے

شوہر: غصہ سے دیکھو کسی لڑکی نے میرے جیب سے دو روپے نکال لئے۔

بیوی: واہ تم میرے بچوں پر الزام لگاتے ہو حیرت ہے کہ تم نے مجھ پر الزام کیوں نہیں لگایا۔

شوہر: تم پر الزام کیوں لگاؤں میری جیب میں بیس روپے تھے اور صرف دو ہی روپے غائب ہوئے ہیں۔

۱۲۸

شادی کی درخواست

ناتجربہ کار مرد کو عورت سے شادی کی درخواست طلب کرنی چاہیئے۔

تجربہ کار:۔

جب اس کو یقین کامل ہو کہ عورت انکار کردے گی۔

۱۲۹

میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا

عاشق :۔ پیاری میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا، مجھ سے تم شادی کر لو۔

محبوبہ :۔ تم فوراً میرے مکان سے نکل جاؤ، ورنہ میں پولیس کانسٹیبل کو بلاتی ہوں،

عاشق :۔ میں ممنون ہوں گا، اگر پولیس کانسٹبل کی بجائے پادری کو بلائیں۔

۱۳۰

باپ بیٹی!

لڑکی :۔ سمتھ نے آج مجھے شادی کی درخواست کی تھی

باپ :۔ تو تم نے اس کی درخواست منظور کر لی۔

لڑکی :۔ نہیں۔

باپ :۔ کیوں تم نے اسے کیا جواب دیا۔

لڑکی :۔ میں نے کہا کہ میں اپنی ماں کو نہیں چھوڑ سکتی

باپ :۔ تو تم اپنی ماں کو بھی بخوشی اپنے ساتھ لے جا سکتی ہو

۱۳۱

اپنے متعلق کسی عورت کے خیالات معلوم کرنا!

پہلا دوست :۔ اپنے متعلق کسی عورت کے صحیح خیالات معلوم کرنے کا طریقہ کیا ہے۔
دوسرا دوست :۔ اس سے شادی کرلی جائے۔

۱۳۲

میری والدہ بہت خوبصورت تھیں

بدصورت خاوند :۔ میری والدہ بہت خوبصورت ہیں۔
بیوی :۔ تو شاید آپ نے اپنے والد کا نقشہ پایا ہے۔

۱۳۳

مگر میں تو اسے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہوں!

باپ :۔ میری بیٹی تمہاری ہرگز نہیں ہوسکتی،
شادی کا خواستگار :۔ آپ کی بیٹی آپ کو مبارک ہیں تو اسے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہوں

۱۳۴

آج تو تمہارے شوہر نے نیا سوٹ بدلا ہے

سہیلی :۔ آج تو تمہارے شوہر نے نیا سوٹ بدلا ہے
امریکن بیوی :۔ میرے شوہر کے پاس کوئی دوسرا سوٹ نہیں
سہیلی :۔ مگر مجھے تو سوٹ بدلا ہوا نظر آتا ہے۔
امریکن بیوی :۔ میرے شوہر نے سوٹ نہیں بدلا بلکہ میں نے شوہر بدل دیا ہے

۱۳۵

فخرزدین اور لدھا!

ایک امیر آدمی نام فخر زدین تھا، اس کا ایک نوکر تھا جس کا نام لدھا تھا، ایک دن امیر نے نوکر سے پوچھا کہ لدھا کے نام پر دو مرکز لگانے سے کیا بنتا ہے۔

نوکر حاضر جواب تھا بولا جو فخر کا "ف" اڑانے سے بنتا ہے۔

۱۳۶

تم آج سکول کیوں نہیں آئے

احمد:۔ (منیر سے) بھئی آج سکول کیوں نہیں آئے

منیر:۔ کل ماسٹر صاحب ڈاکٹر کی دوکان پر کھڑے تھے، میں نے سوچا شاید بیمار ہیں۔ (۱۳۷)

ٹکٹ چیکر اور مسافر

ٹکٹ چیکر:۔ ایک آدمی سے، ٹکٹ دکھاؤ

آدمی:۔ تم نے پہلے کبھی ٹکٹ نہیں دیکھا

۱۳۸

سوال کیوں نہیں کئے!

لڑکا:۔ ماسٹر صاحب میرے چچا جان کا انتقال ہو گیا اس

لئے سوال کر کے نہ لا سکا۔"
ماسٹر صاحب:۔ تو کیا ہوا، تمہارے ابا جان نہیں کر سکتے تھے

۱۳۹

کھویا ہوا نوٹ

راہ گیر:۔ کیوں جی کیا اب تک تم کھوئے ہوئے نوٹ کو تلاش کر رہے ہو۔
لڑکا:۔ جی نہیں وہ تو میرے چھوٹے بھائی کو مل گیا ہے
راہ گیر:۔ اب کیا تلاش کر رہے ہو
لڑکا:۔ اب میں اپنے چھوٹے بھائی کو تلاش کر رہا ہوں۔

۱۴۰

اگر میں وہاں پہونچ گیا تو دیوار پر ایک نشان بنا دونگا

دوست کسی خاص جگہ جانے کے لئے مقرر کیا ہے۔
پہلا دوست:۔ اگر میں وہاں پہلے پہونچ گیا تو دیوار پر ایک نشان بنا دوں گا،
دوسرا دوست:۔ اگر میں وہاں تم سے پہلے پہونچ گیا تو تمہارے نشان کو مٹا دوں گا، جس سے تم کو معلوم ہو جائے گا کہ میں پہلے پہونچا تھا۔

۱۴۱

۱۴۱

ماسٹر صاحب نے نقشہ منگوایا ہے

ہیڈ ماسٹر صاحب نے دوسرے ماسٹران سے کہا کہ دیکھو اب اگر رشید شرارت کرے تو اس کو میرے دفتر میں بھیج دیجئے گا۔

ساڑھے گیارہ بجے رشید جب ہیڈ ماسٹر صاحب کے کمرے میں داخل ہوا تو انہوں نے بغیر دریافت کئے اس کا کان پکڑ کر کئی چانٹے لگا دیئے تب پوچھا کہو کیا کہتے ہو۔

رشید نے روتے ہوئے کہا جناب ماسٹر صاحب نے نقشہ منگوایا ہے۔

۱۴۲

بال کی جمع

استاد (اشرف سے) بال کی جمع بتاؤ

اشرف:۔ سر۔

۱۴۳

کیا چاند میں بھی آدمی رہتے ہیں

بچہ:۔ کیا چاند میں بھی آدمی رہتے ہیں

ماں:۔ ہاں، بیٹا

بچہ:۔ تو پھر جب چاند ذرا سا رہ جاتا ہے تو آدمی کہاں چلے جاتے ہیں

۱۴۴

بھوکی مرغیاں

بچہ :- اماں جان آج مرغیاں اس قدر شور کیوں مچا رہی ہیں؟

ماں :- بھوکی ہوں گی

بچہ :- اگر انہیں بھوک لگی ہے تو خود انڈے دیکھ کر کیوں نہیں کھا لیتیں۔

۱۴۵

صرف ایک مکھی

ماسٹر :- میز پر چار مکھیاں بیٹھی ہیں اگر ہم ایک مکھی اڑا دیں تو کتنی مکھیاں میز پر باقی رہیں گی،

بچہ :- صرف ایک مکھی۔

ماسٹر :- یہ کس طرح

بچہ :- اور مکھیاں اڑ جائیں گی۔

۱۴۶

ہاتھی کہاں ملتا ہے

ماسٹر نے اپنے کمسن شاگردوں کو سبق پڑھاتے ہوئے ایک سے پوچھا، ہاتھی کہاں ملتا ہے پرکاش

پرکاش نے کچھ دیر تامل کرکے جواب دیا۔

ماسٹر صاحب ہاتھی اتنا بڑا جانور ہے کہ کبھی کھوتا ہی نہیں۔

۱۴۷

جعلی رپورٹ

کیل باپ:۔ دیکھو اسکول سے تمہارے خلاف کیسی خراب رپورٹ آئی ہے"

بچہ:۔ ابا جان ممکن ہے کہ یہ اسکول کی رپورٹ جعلی ہو

۱۴۸

ماسٹر یا جانور

ماسٹر:۔ کیا کوئی لڑکا ایسے جانور کا نام بتا سکتا ہے کہ جب وہ بولے تو سب چپ ہو جائیں۔

ایک لڑکا:۔ جی ہاں میں بتا سکتا ہوں

ماسٹر:۔ بتاؤ۔

لڑکا:۔ ماسٹر۔

۱۴۹

استاد شاگرد

ایک استاد نے ایک بدخط بچے کی کاپی پر یہ جملہ لکھا

از راہ کرم صاف اور خوش خط لکھا کیجیے۔

دوسرے روز اس بچے نے استاد سے دریافت کیا۔

نے میری کاپی پر کیا تحریر فرمایا ہے مجھ سے پڑھا نہیں گیا۔

۱۵۰

نرس اور مریض

نرس :۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کا آپریشن دوبارہ ہوگا
مریض :۔ گھبرا کر، کیوں یہ کیا بات ہے۔
نرس :۔ ڈاکٹر صاحب فرماتے ہیں کہ جب آپ کا آپریشن ہوا تھا، اس وقت ایک نشتر کھو گیا تھا، اس لئے یہ آپریشن بگڑ گیا

۱۵۱

حکیم اور مریض

حکیم (ایک مریض کو دیکھتے ہوئے)، فرمائیے کیا شکایت ہے
مریض :۔ آپ حکیم ہیں، خود ہی معلوم کر لیجئے۔
حکیم :۔ دس منٹ ٹھہریئے۔ قریب ہی میرے ایک دوست رہتے ہیں جو ویٹرنری (مویشیوں کے) ڈاکٹر ہیں۔ بغیر حالت پوچھے صرف وہی ڈاکٹر تجویز کر سکتے ہیں۔

۱۵۲

ماں اور بیٹا!

ماں :۔ بیٹا تم نے ابھی تک دوا نہیں لی۔"

بچہ:۔ اماں جان دوا بہت کڑوی ہے مجھ سے پی نہیں جاتی۔"

ماں:۔ تم تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لو کہ دوا اچھی تو اللہ ہے جلدی سے پی جاؤ۔

بچہ:۔ تو آپ ہی تھوڑی دیر کے لئے فرض کر لیجئے کہ میں نے دوا پی لی ہے۔

۱۵۳

بہرا مریض

حکیم:۔ کہیئے آپ کو کیا شکایت ہے

مریض:۔ میں اونچا سنتا ہوں

حکیم:۔ آپ کی شادی ہو گئی ہے

مریض:۔ جی ہاں

حکیم:۔ پھر بیکار علاج کراتے ہیں۔ شادی کے بعد بہرا رہنا ہی بہتر ہے۔"

۱۵۴

مالک اور نوکر

مالک (اپنے نئے ملازم سے) میں تھوڑی دیر کے لئے باہر جا رہا ہوں تم ہوشیاری سے کام کرنا، اگر دوکان میں کوئی شخص آئے اور تمہیں کچھ آرڈر دے تو اس کی تعمیل

اخلاق کے ساتھ کرنا تھوڑی دیر میں مالک واپس آیا اور پوچھا کہو میرے پیچھے کسی شخص نے کوئی آرڈر تو نہیں دیا۔

نوکر نے جواب دیا جی ہاں

کیا آرڈر دیا تھا۔

اس نے حکم دیا کہ تم دونوں ہاتھ بلند کر کے ایک گوشہ میں کھڑے ہو جاؤ میں نے نہایت اخلاق سے اس کی تعمیل کی اور وہ روپوں کا صندوقچہ اٹھا کر لے گیا۔

۱۵۵

سڑک کے کناروں پر فٹ پاتھ کیوں ہوتا ہے

استاد:۔ بتاؤ سڑک کے کناروں پر فٹ پاتھ کیوں ہوتا ہے

شاگرد:۔ اس لئے کہ گاڑیاں بلڈنگوں میں نہ گھس جائیں۔

۱۵۶

باپ اور بیٹا

باپ (بیٹے سے) میں نے کل تمہیں اسکول کی فیس دی تھی، وہ تم نے جمع کیوں نہیں کی۔

بیٹا:۔ آپ نے نو روپے دیئے تھے جو میں نے خرچ کر دیئے فیس کب دی تھی۔

۱۵۷

بحر اعظم کسے کہتے ہیں؟

استاد:۔ بحر اعظم کسے کہتے ہیں۔

داؤد:۔ سب سے بڑے بحرے کو۔

۱۵۸

عنقریب دنیا کا نقشہ بدل جائیگا!

استاد:۔ محمود تم جغرافیہ یاد نہیں کر رہے ہو

محمود:۔ میں نے جغرافیہ یاد کرنا چھوڑ دیا ہے کیونکہ ابّا کہتے ہیں عنقریب دنیا کا نقشہ بدل جائے گا۔

۱۵۹

دو دوست

دو دوست اسٹیشن پر بیٹھے کھانا کھا رہے تھے کہ گاڑی چلنے کا سگنل ہو گیا چونکہ کھانا ابھی ختم نہیں ہوا تھا اس لئے دونوں دوست بہت گھبرائے، ایک دوست جلدی سے بولا، یار اس طرح تو ہم جلدی ہی کھانا نہیں کھا سکتے یوں کرو۔ کہ تم میرے منہ میں جلدی جلدی لقمے ڈالو۔ میں تمہارے منہ میں۔

۱۶۰

پولیس افسر اور سپاہی!

پولیس افسر:۔ سپاہی سے، تم نے چور کیوں نہیں پکڑا،
سپاہی:۔ جناب وہ ایسے کمرے میں گھس گیا تھا جس کے اوپر اندر آنا منع ہے لکھا ہوا تھا۔

۱۶۱

سیٹھ اور نوکر!

سیٹھ (غصہ میں) تم روز بروز بدتمیز ہوتے جارہے ہو
نوکر:۔ حضور۔ آپ ہی کی صحبت میں رہتا ہوں

۱۶۲

حامد اور محمود

حامد:۔ یار رات بھر نیند نہیں آئی۔
محمود:۔ تم رات کو دروازے بند کر کے سوتے ہو تو نیند کدھر سے آئے گی۔

۱۶۳

ادھیڑ شوہر دو بیویاں

ایک صاحب کی تل چاولی داڑھی تھی ان کے دو بیویاں تھیں ان کی دوسری بیوی جوان ہونا چاہتی تھی، کہ فقط مجھ سے

محبت کریں۔ اس لئے سوتے ہوئے وہ ان کی داڑھی کے سفید بال کتر دیا کرتی تھی، تاکہ یہ جوان معلوم ہوں، اور جوان ہی سے محبت کریں اور ادھیڑ بیوی بھی یہی کرتی تھی، یعنی سوتے ہوئے کالے بال کتر دیا کرتی تھی تاکہ بڈھے معلوم ہوں اور ادھیڑ سے محبت کریں، تھوڑے دنوں میں آپ کو معلوم ہے کہ کیا ہوا، تو سنیئے۔ کہ ان کے چہرے کا نور نذر محبت ہو گیا۔

۱۶۴

پہلے یہ بتاؤ کہ تمہاری جان کا بیمہ ہوا ہے یا نہیں

شوہر:۔ تم میری جان کی مالک ہو۔

بیوی:۔ پہلے یہ بتاؤ کہ تمہاری جان کا بیمہ بھی ہوا ہے کہ نہیں

۱۶۵

باپ اور بیٹی

بیٹی:۔ مجھے شمتھ کے ساتھ شادی کرنے کی اجازت دیدو وہ میری آتش محبت میں جل رہا ہے

باپ:۔ تم اسے دریا میں ڈوب مرنے کا مشورہ دو۔

۱۶۶

شادی کا امیدوار

باپ:۔ تم میری بیٹی سے شادی کرنا چاہتے ہو

شادی کا امیدوار :۔ جی ہاں

باپ :۔ تم ملازم کہاں ہو۔

امیدوار :۔ ریلوے میں

باپ :۔ تمہاری ترقی کے امکانات کیا ہیں

امیدوار :۔ بہت زیادہ

باپ :۔ یہ کس طرح

امیدوار :۔ میں ریلوے میں سب سے چھوٹی ملازمت پر مامور ہوں :۔ میرے لئے ترقی ہی ترقی ہے

۱۶۷

میری بیوی اور خاموشی

موہن :۔ گزشتہ شب میں نے اپنی بیوی کو حیرت انگیز طریقے پر خواب میں دیکھا :۔

سوہن :۔ کس طرح :۔

موہن :۔ میں نے دیکھا کہ وہ خاموش بیٹھی ہے

۱۶۸

ماں اور بچہ

ماں :۔ تو بلّی کی دم کھینچ رہا ہے۔ تجھے ترس نہیں آتا کیسا بے رحم ہے۔

بچہ :۔ اماں جان بلی کی دم میں کہاں کھینچ رہا ہوں میں تو صرف

اس کی دم پکڑے ہوں، بلی خود اپنی دم کھینچ رہی ہے۔

۱۶۹

آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو

ماں :۔ "آج کا کام کل پر نہ اٹھا رکھو"
بچہ :۔ بہت اچھا۔ ماں تو آپ نے جو مٹھائی کل کیلئے رکھی ہے لائیے اسے آج ہی ختم کر دوں۔

۱۷۰

ماں اور بیٹی!

ماں :۔ بیٹی تم اب تک سوئی نہیں، اتنی رات ہو گئی چھوٹی لڑکیوں کو جلد سو جانا چاہیئے۔
بچی :۔ صبح جب سوتی رہتی ہوں تو آپ کہتی ہیں ابھی سو کر نہیں اٹھی ہے اتنی بڑی ہو گئی بستر پر پڑی ہے رات جب میں سوئی نہیں تو آپ نے کہا کہ چھوٹی لڑکیوں کو جلد سو جانا چاہیئے۔ آخر یہ معاملہ کیا ہے؟ آپ ہی بتائیے، کہ بڑی ہوں یا چھوٹی۔

۱۷۱

تم بھیک کیوں مانگتے ہو

نوجوان :۔ تم بھیک کیوں مانگتے ہو
فقیر :۔ کیا آپ نے کبھی بھیک مانگی ہے۔
نوجوان :۔ نہیں۔

فقیر:۔ پھر آپ کو اس پیشہ کے برے ہونے کا علم کیسے ہوا!

۱۷۲

تمہاری نوکری بہت خراب ہے

دوست:۔ یار تمہاری نوکری بہت خراب ہے ہر شخص چاہتا ہے کہ تم اس کو اپنی صورت نہ دکھاؤ۔

مہاجن کا منیم:۔ واہ یہ کس طرح کہتے ہو؟ میں جس شخص کے پاس بھی جاتا ہوں وہ یہی کہتا ہے کہ پھر تشریف لائیے گا۔

۱۷۳

افسری کے خواب!

طالب علمی کے زمانہ میں، میں سوچا کرتا تھا، کہ دفتر میں افسر بن کے بیٹھوں گا، اور لوگوں سے کام لیا کروں گا۔

اب کیا سوچتے ہو۔

یہ سوچتا ہوں کہ مجھے کسی دفتر میں کوئی ایسا افسر مل جائے جو مجھ سے کام لینا پسند کرے۔

۱۷۴

وقت دولت ہے!

تم وقت کی قدر نہیں کرتے وقت دولت ہے

ممکن تھا کہ تمہارا خیال صحیح ہو، مگر افسوس ہے کہ میرے قرض

خواہ اس بات کا اعتبار نہیں کرتے۔"

۱۷۵

ہر بات کہنے سے پہلے تول لینی چاہیئے

بیوی:۔ میرا اصول ہے کہ ہر بات کہنے سے پہلے تول لینی چاہیئے
شوہر:۔ آپ ٹھیک کہتی ہیں میں نے کبھی آپ کی باتوں کو چھٹانک درجے کا نہیں دیکھا، ہر بات با اخلاق اور سمجھداری کی ہوتی ہے

۱۷۶

لکھ پتی بننے کا خواب

جب میں بیس سال کا تھا میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ لکھ پتی بنوں گا۔

مگر تمہاری حالت تو ابھی تک وہی ہے

ہاں وجہ یہ ہے کہ مجھے بہت جلد اس فیصلہ پر نظر ثانی کرنی پڑی ہے میں نے محسوس کیا کہ ارادے کو بدل دینا ہی آسان ہے

۱۷۷

ماسٹر صاحب کی شادی

ایک مقامی اخبار نے ایک اسکول ماسٹر کی شادی کی خبر بڑی بڑی سرخیوں کے ساتھ شائع کی دوسرے دن اسی اخبار میں اس کی تردید کی اس طرح شائع ہوئی۔

چونکہ ہم سب سے پہلے یہ خبر شائع کی تھی کہ ہمارے معزز اسکول ماسٹر فلاں لڑکی۔ کے ساتھ شادی کر رہے ہیں اس لئے یہ اعلان کرتے ہیں ہم کو اولیت حاصل ہے اور فخر بھی کہ اس خبر میں ذرہ بھر بھی صداقت نہیں ہے

۱۷۸

اور جب وہ دوبا تو؟

دریا کی طوفانی موجوں میں پھنسے ہوئے ایک صاحب کو کسی تیراک نے جان جوکھوں میں ڈال کر ڈوبنے سے بچایا کنارے پر آکر وہ صاحب شکریہ ادا کرتے ہوئے بولے میں بڑی خوشی سے آپ کی خدمت میں پانچ روپے کا نوٹ پیش کرتا، مگر کیا کہ وہ میری جیب میں دس روپے کا نوٹ ہے کوئی مضائقہ نہیں ایک بار پھر چھلانگ لگا دیجئے تیراک نے ان سے کہا

۱۷۹

لیموں نچوڑ!

لیموں نچوڑ قسم کے کسی صاحب نے ایک شخص کے سامنے میز پر بہت سا کھانا دیکھ کر کہا آپ یہ بریانی تنہا ہی کھانا چاہتے ہیں۔

جی نہیں دہی کے ساتھ۔ ۱۸۰

شادی کا مسئلہ

"میرا خیال ہے کہ آپ نے سنجیدگی سے شادی کے مسئلہ پر غور نہیں کیا ہے۔"

"آپ کا خیال غلط ہے، اگر میں نے غور نہ کیا ہوتا تو کبھی کا شادی کر چکا ہوتا۔"

۱۸۱

حجّام کی بیوی

میرے شوہر کے آگے بڑے بڑے سر جھکاتے ہیں ایک عورت نے ذرا فخریہ لہجہ میں کہا۔

"کہیں آپ کے وہ حجام تو نہیں"، دوسری نے پوچھا۔

۱۸۲

نیا شوہر نویلی دُلہن!

نیا شوہر:۔ کھیر تو ذرا مزے کی ہے مگر پتلی رہی

نویلی دلہن:۔ مگر یہ تو دلیا ہے۔

۱۸۳

میں سوچتا ہوں کہ میری آنکھ پھوٹ جائے

دو حاسد دوکانداروں نے ایک دوسرے کی تجارت کو تباہ کرنے

کے لیئے ہزاروں جتن کئے ہر معاملہ میں ایک دوسرے کو مات دینے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی، دونوں کی راتوں کی نیند حرام ایک دوسرے کو نیچا دکھانے میں حرام ہو گئی۔ ایک رات ایک فرشتہ ان میں سے ایک کے خواب میں آیا اور بولا کہو تم کیا مانگتے ہو۔ میں تمہاری ہر خواہش پوری کر سکتا ہوں، مگر یاد رکھو جو چیز تم مانگو گے دوسرے دوکاندار کو اس سے دوگنی مل جائے گی۔

میں چاہتا ہوں کہ میری ایک آنکھ پھوٹ جائے۔

۱۸۴

اوپر کی سواری

ایک جولاہا دھوپ میں پیدل چلا آرہا تھا اس نے دعا مانگی کہ اے خدا کوئی سواری بھیج، اتفاقاً ادھر سے ایک سوار آنکلا، اور ایک کوڑا رسید کیا اور کہا میری گھوڑی کے بچھڑے کو سر پر اٹھا کر میرے ساتھ چل کیونکہ یہ بہت تھک گیا ہے، جلاہا بیچارہ مجبوراً بچھڑے کو سر پر اٹھا کر چلنے لگا اور آسمان کیطرف دیکھ کر کہنے لگا، واہ — اللہ میاں خدائی کرتے ہوئے برسوں بیت گئے، مگر خدائی کرنا نہ آیا مانگی تھی نیچے کی سواری دیدی اوپر کی سواری۔

۱۸۵

کالا دھن ہم دونوں کیلئے اچھا نہیں

ایک شخص کی بھینس مر گئی، وہ رونے لگا، اڑوسی پڑوسی اس کے

دس کے گھر افسوس کرنے کے لئے آنے لگے ان کے آنیوالے میں ایک میراثی بھی تھا، وہ آنے کے ساتھ ہی پگڑی بغل میں داب کر دہاڑھیں مار مار کر رونے لگا، لوگوں نے پوچھا دادا کیا معاملہ ہے وہ روتے روتے کہنے لگا، کالا دھن ہم دونوں کے لئے اچھا نہیں ہے لوگوں نے پوچھا تمہارا کیا نقصان ہوا ہے میراثی نے کہا آج صبح میری بھی ایک کالی ہانڈی ٹوٹ گئی ہے۔

۱۸۶

کمر میں رسہ باندھ کر کھینچ لو!

ایک آدمی کسی اونچے درخت پر چڑھ گیا لیکن مارے خوف کے اترنا دشوار ہو گیا، گاؤں کے سب لوگ درخت کے نیچے جمع ہو گئے اور اس کے نیچے اتارنے کی تدبیر سوچنے لگے، اتفاق سے سب کے سب عقل سے کورے تھے گاؤں میں لال بجھکڑ صاحب بھی رہتے تھے انہوں نے فرمایا اگر میں یہ بتاؤں اس پر عمل کیا جائے تو یہ ابھی نیچے اتر سکتا ہے۔

لوگوں نے کہا جلدی بتاؤ کہ تم کیا کرنے کو کہتے ہو۔

لال بجھکڑ نے کہا بس ایک رسہ اوپر پھینک دو یہ رسہ کو کمر میں باندھ لے اور تم اسے نیچے کھینچ لو۔

چنانچہ ویسا ہی کیا گیا۔ جب اس آدمی کو نیچے کھینچا گیا تو وہ زمین پر گرتے ہی مر گیا۔

لوگوں نے کہا یہ کیا ہوا"

تب لال بجھکڑ نے کہا کیا بتاؤں اس کی تقدیر ہی اچھی نہ تھی ورنہ میں تو اس طرح بیسیوں آدمی کنوئیں میں سے نکال چکا ہوں۔

۱۸۷

ماں اور بیٹا

لڑکا:۔ اماں اندھیرے میں مجھے باہر جاتے ڈر لگتا ہے

ماں:۔ ہوش کی دوا کرو، بیٹا۔ منہ پر داڑھی آنے کو ہے۔ اور اب بھی تمہیں ڈر لگتا ہے۔

لڑکا:۔ منہ پر داڑھی تو آرہی ہے نا کوئی مشین گن تو نہیں۔

۱۸۸

دو لڑکے

خالد:۔ حامد جب تم دسویں جماعت میں ہو گے تو تمہیں دنیا کا جغرافیہ یاد کرنا پڑے گا،

پھر کیا ہوا، یاد کریں گے پانچ براعظم ہیں۔

خالد:۔ ہاں سب سے آسان آسٹریلیا ہے کیونکہ بہت چھوٹا

اور حامد بات کاٹ کر، خدا کرے جب میں دسویں جماعت میں جاؤں تو سارے براعظم آسٹریلیا کی طرح چھوٹے ہو جائیں۔"

۱۸۹

چاندی کی کنجی!

پچھلے دسمبر میں شری سندر ہردوار تھے دن بھر ادھر ادھر گھومتے پھرتے رہے شام ہوئی اندھیرا بڑھا تو رات گذارنے کی فکر میں دھرم شالہ میں ٹھہرے۔ لوگوں نے یاتریوں کے آرام کے لئے بنوا رکھی ہیں، جہاں جس کا جی چاہے ٹھہر سکتا ہے۔

شری شیام سندر نے مفت کی جگہ پانے کے شوق میں کچھ رات گذرے بڑی بے فکری سے دھرم شالہ کے دروازے پر آن کر دستک دی جیسے یہ بھی ان کا اپنا ہی گھر تھا۔

سردی کے دن تھے اور رات کا وقت چوکیدار دروازہ بند کئے، اپنی کوٹھری میں لحاف اوڑھے پڑا تھا۔ شری شام سندر جی باہر کھڑے دروازہ پر تڑاق تڑاق گھونسے جمار ہے تھے، اتنی رات گئے، گرم بستر سے نکل کر دروازہ کھولنا بھی تو آسان بات نہیں تھی، چوکیدار وہیں پر پڑا پڑا بڑبڑا رہا تھا، میرے پاس چابی نہیں ہے اگر تم مجھے چاندی کی کنجی دے دو تو دروازہ کھول دوں گا۔

شری شیام سندر جی پہر بھر سے سردی میں کھڑے کانپ رہے تھے، اب اور جانے بھی کہاں نہیں جان پہچان بھی نہیں اس کا مطلب سمجھ گئے، لاچار پوٹلی سے ایک روپیہ نکالا، اور دروازہ کی درار سے اندر ڈال دیا، چوکیدار نے روپیہ سنبھال کر کھول دیا، چوکیدار عزت سے پیش آیا چارپائی بچھا دی دیا لیکن شری شیام سندر جی پھر بھی کڑھ رہے تھے روپیہ اینٹھ لیا شری شیام سندر جی کو نہ خوشی

نہ خاطر تواضع کی، وہ روپیہ کس طرح واپس ہو جائے انہیں یہی خیال ستا رہا تھا، اسی طرح ادھیڑبن میں تھا کہ کسی خیال سے یک لخت چونک اُٹھے، ارے بھئی ذرا چوکیدار دیکھنا تو باہر برآمدہ کھلا تھا شاید دروازہ پر رہ گیا ہے کھاٹ کے پاس نہ پانے کہاں؟ ارے دیکھنا چوکیدار دروازے کی طرف لپکا ہی تھا کہ شری شیام سندر جی نے بڑھ کر کنڈی چڑھا دی۔

چوکیدار پھر بھر بھر سے دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا، مگر شری شیام سندر جی یہی کہتے تھے ارے بھائی مفت میں کیوں سر کھپاتے ہو میرے پاس چابی نہیں تمہارے پاس چاندی کی کنجی ہو تو اندر ڈال دو میں دروازہ کھول دوں گا۔ چوکیدار یہ سن کر بہت سٹ پٹایا مگر اب اس کے سوا چارہ ہی کیا تھا، چوکیدار نے شیام سندر جی کا دبا ہوا روپیہ اسی راستے سے واپس کیا جب اسے کہیں دروازہ کھلا ملا

کہتے ہیں۔ صبح جب شری شیام سندر نے مسکراتے ہوئے چوکیدار کو پرنام کیا تو اس نے بڑبڑاتے ہوئے منہ دوسری طرف کو پھیر لیا۔"

Son + mother

۱۹۰

ماں اور بیٹا

سلیم۔ تم رو رہے ہو؟

[illegible]صاحب عرصہ سے بیمار تھے

[illegible] وہ مر گئے۔"

بیٹا:۔ جی اماں جان

ماں:۔ رات کو میں نے الماری میں تین بسکٹ رکھے تھے اب ان میں سے دو غائب ہیں۔ ایک کیسے رہ گیا۔

بیٹا:۔ اس لئے کہ باورچی خانہ کا چراغ گل تھا وہاں اندھیرا بہت تھا اور رات کو تیسرا مجھے نظر نہیں آیا۔"

ختم شد

جس کو ایک ماہر ...
تجربہ کے بعد آسان اردو زبان
کوٹ ، قمیض ، واسکٹ ، پتلون
اچکن ، جمپر ، فراک وغیرہ وغیرہ
پڑھا ہوا انسان بھی بخوبی سمجھ جاتا ہے
کی جو تیاں سیدھی کرتے کرتے اور چلیس
گئے تھے اس کتاب کے ذریعہ چند دنوں میں
ہی آرڈر دیجئے ۔
قیمت

کمل کشیدہ کاری

لڑکیوں ، بچیوں کو کڑھائی کا کام سکھ
لاجواب کتاب ہے جسمیں سیکڑوں قسم کے
کے ڈیزائن چادر میز پوش کرتے قمیض
کاڑھنے کے عجیب نقش و نگار چھاپے گئے
خوبصورت ڈیزائن آپکو ملے گا ۔ قیمت

ملنے کا پتہ